بسم الله الرحمن الرحيم

ازدواج ام کلثوم

حقیقت یا افسانہ؟

مؤلف: آیت اللہ سید علی حسینی میلانی مدظلہ
العالی

مرکز حقائق اسلامی

کتاب:............................ازدواج ام کلثوم
حقیقت یا افسانہ؟
مؤلف:..................آیت اللہ سید علی حسینی
میلانی مدظلہ العالی
ناشر:.. مرکز
حقائق اسلامی
تاریخ اشاعت:.............................. ۱۴۳۰ھ-
۲۰۰۹ء
تعداد:..
۱۰۰۰
مطبع:..
... وفا
شابک:..................ISBN۹۷۸-۶۰۰-۵۳۴۸-
۲۰-۰

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

مرکز الحقائق اسلامی

قم/صفائیہ/کوچہ ۳۴/کوچہ ایرانی زادہ پلاک ۳۳

فون نمبر: ۰۰۹۸-۲۵۱-۷۷۳۹۹۶۸

فیکس نمبر: ۰۰۹۸-۲۵۱-۷۷۴۰۸۹۵

فہرست مطالب

پیش لفظ ۱۳

مقدمہ ۱۸

عمر کا ام کلثوم کے ساتھ عقد ۲۱

پہلا حصّہ

روایات اور ان کے راوی

۱۔الطبقات الکبریٰ میں ابن سعد کی روایات ۲۶

پہلی روایت ۲۶
دوسری روایت ۲۸
تیسری روایت ۲۹
چوتھی روایت ۲۹
پانچویں روایت ۳۰
چھٹی روایت ۳۱
ساتویں روایت ۳۱
آٹھویں روایت ۳۲
نویں روایت ۳۲

دسویں روایت ۳۲
گیارہویں روایت ۳۳
۲۔الذرّیۃ الطاہرۃ میں دولابی کی روایات ۳۳
پہلی روایت ۳۳
دوسری روایت ۳٤
تیسری روایت ۳۵
چوتھی روایت ۳٦
پانچویں روایت ۳۸
چھٹی روایت ۳۸
ساتویں روایت ۳۹
آٹھویں روایت ۳۹
نویں روایت ۳۹
دسویں روایت ٤۰
گیارہویں روایت ٤۲
بارہویں روایت ٤۲
۳۔المستدرک میں حاکم نیشاپوری کی روایت ٤۳
٤۔السنن الکبریٰ میں بیہقی کی روایات ٤۵
پہلی روایت ٤۵
دوسری روایت ٤٦
۵۔تاریخ بغداد میں خطیب بغدادی کی روایات ٤۸

٦۔الاستعیاب میں ابن عبدالبرؒ کی روایات ۵۰
پہلی روایت ۵۰
دوسری روایت ۵۲
تیسری روایت ۵۲
چوتھی روایت ۵۳
۷۔اسد الغابہ مین ابن اثیر کی روایات ۵٤
پہلی روایت ۵٤
دوسری روایت ۵٦
۸۔الاصابہ میں ابن حجر کی روایت ۵۹
پہلی روایت ۵۹
دوسری روایت ٦۰
تیسری روایت ٦۰
چوتھی روایت ٦۰
پانچویں روایت ٦۱
چھٹی روایت ٦۲

دوسرا حصّہ

اسناد روایات کی تحقیق

اسناد روایات کی تحقیق ٦۵

اس سلسلہ میں بنیادی گفتگو ٦٧
پہلا نکتہ ٦٧
دوسرا نکتہ ٦٩
عمرو بن دنیار ماہرین رجال کی نظر میں ٧٤
سفیان بن عینیہ ماہرین رجال کی نظر میں ٧٧
وکیع بن جراح ماہرین رجال کی نظر میں ٧٨
ابن جُریج ماہرین رجال کی نظر میں ٧٩
ابن ابی ملکیہ ماہرین رجال کی نظر میں ٨١
ہشام بن سعد ماہرین رجال کی نظر میں ٨٢
ابن وہب ماہرین رجال کی نظر میں ٨٤
موسیٰ بن علی لخمی ماہرین رجال کی نظر میں ٨٥
علی بن رباح لخمی ماہرین رجال کی نظر میں ٨٦
عقبہ بن عامر جہنی ماہرین رجال کی نظر میں ٨٦
عطا خراسانی ماہرین رجال کی نظر میں ٨٨
محمد بن عمر واقدی ماہرین رجال کی نظر میں ٨٩

زید بن اسلم ماہرین رجال کی نظر میں ۹۳
زبیر بن بکار ماہرین رجال کی نظر میں ۹۴
وفات عمر کے بعد ام کلثوم کے عقد والی روایات کی تحقیق ۹۵
ام کلثوم کی وفات کے متعلق روایات کی تحقیق ۹۶
عامر شعبی کے مختصر حالات زندگی ۹۷
عمار بن أبی عمار کے حالات زندگی پر سرسری نظر ۹۹
نافع کے حالات زندگی پر ایک اجمالی نظر ۹۹
عبداللہ بہّی کے حالات زندگی پر طائرانہ نگاہ ۱۰۰

تیسرا حصہ

روایات کے متن اور ان کی دلالت کی تحقیق

روایات کے متن اور ان کی دلالت کی تحقیق ۱۰۵
پہلا محور ۱۰۵
دوسرا محور ۱۱۳
تیسرا محور ۱۱٤
چوتھا محور ۱۱۵
پانچواں محور ۱۱۸
چھٹا محور ۱۲۰
ساتواں محور ۱۲۰

آٹھواں محور ۱۲۲
نواں محور ۱۲٤
دسواں محور ۱۲٦
تحقیق و بحث کا فلسفہ ۱۲۹
ایک سوال ۱۳٤
جواب: ۱۳٤
امامیہ کی روایات میں عمر کا ام کلثوم کے ساتھ عقد ۱۳۹
پہلی حدیث ۱٤۰
دوسری حدیث ۱٤۰
تیسری روایت: ۱٤۲
عقد ام کلثوم کے بارے میں حرف آخر ۱٤٤
خلاصہ کتاب ۱٤۷
منابع و مآخذ ۱۵۰

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الْحَمدُ لِلّٰہ رَبّ العالَمِین وَالصَّلاۃُ

وَالسَّلامُ عَلی مُحَمّد وآلہ الطَّاھِرِینَ

الْمَعْصُومِین وَلَعنۃُ اللّٰہ عَلی اَعدائھِم

اَجمَعِین مِن الاوَّلِین وَالآخرِین.

خدا کا آخری اور سب سے کامل دین حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ □ کی بعثت کے ذریعہ دنیا والوں کے سامنے پیش ہوا اور رسالت وقانون کو پہنچانے والے انبیاء کی نبوت کا اختتام بھی آپ ہی کی نبوت پر ہوا۔

دین اسلام کا ظہور مکہ مکرمہ سے ہوا اور جناب رسول خدا □ اور ان کے وفا دار ساتھیوں کی تیئیس سالہ زحمتوں اور محنتوں کے بعد پورے جزیرۃ العرب پر چھا گیا۔

خداوند عالم کی طرف سے اس دین الٰہی کی حفاظت کی باگ ڈور علی الاعلان ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے مقام پر پیغمبر اکرم □ کے بعد حضرت امیر المومنین علی □ کے سپرد ہوئی۔

اس دن حضرت علی □ کی ولایت وجانشینی کے اعلان کے ساتھ ساتھ خدا کی نعمتیں تمام ہوئیں اور دین خدا کامل ہوا، اس کے

بعد یہ دین ، خدا کے نزدیك پسندیدہ بنا اور اس کے بعد کفار و مشرکین دین اسلام کو نابود کرنے سے مایوس ہو گئے۔

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ پیغمبر اکرم کے بعض صحابہ نے پہلے سے بنائی ہوئی سازشوں کے تحت رسول خدا کی رحلت کے بعد راہ ہدایت ورہبری کو بدل ڈالا ، شہر علم کے دروازہ کو بند کر دیا اور مسلمانوں کو ضلالت وگمراہی کے گرداب میں ڈال دیا۔

اُنہوں نے اپنی حکومت کے ابتدائی دنوں ہی سے احادیث نبوی کی کتابت پر پابندی لگا کر، جعلی حدیثوں کا سلسلہ شروع کر کے، دین میں شبہات اور دھوکہ دھڑی کا بازار گرم کر دیا ، شیطانی ہتھکنڈوں اور فریب کاریوں کو رواج دیتے ہوئے اسلام کے روز روشن کی طرح واضح حقائق کو شك وتردید کے سیاہ بادلوں کے پیچھے چھپا دیا۔

واضح سی بات ہے کہ ان سازشوں اور ہرزہ سرائیوں کے باوجود بھی حقائق اسلام اور حضور اکرم کی گُہر بار احادیث، امیر المومنین علی اور ان کے بعد آنے والے پیغمبر کے اوصیاء اور ان کے وفا دار جاں نثاروں کے ذریعہ تاریخ کے مختلف ادوار میں بیان ہوتي رہیں اور ہر زمانہ میں کسی نہ کسی طرح لوگوں کے سامنے پیش ہوتي رہیں۔انہوں نے حقائق کو بیان کرتے ہوئے گمراہ لوگوں ، شیاطین کے خیالی پراپگنڈوں اور

شبہات کے بارے میں اسلام کے دشمنوں کو پختہ جواب دے کر حقیقت کو لوگوں کے لئے واضح کر دکھایا۔

اس طرح سے ان باوفا لوگوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں : جیسے شیخ مفید، سید مرتضیٰ علم الہدیٰ، خواجہ نصیرالدین شیخ طوسی، علامہ حلی، قاضی نور اللہ شوشتری، میر حامد حسین ہندی لکھنوی، علامہ سید شرف الدین، علامہ شیخ امینی (رحمۃاللہ علیہم) یہ شخصیات نورانی ستاروں کی طرح چمکتی رہیں کیونکہ یہی شخصیّات حقائق اسلامی کے دفاع کی راہوں میں مذہب و مکتب اہل بیت علیہم السلام کے حقائق کو واضح کرنے کے لئے اپنے زبان و قلم سے شبہات کی تحقیق کر کے جواب دیتے رہے...

دور حاضر کے علماء و محققین جو اپنے تحریری بیانات اور بلیغ گفتگو سے دین مبین اسلام کے حقائق کی تبیین اور امیر المومنین علی □ کی ولایت و امامت کی مقدس حدود کا عالمانہ طریقہ سے دفاع کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہیں ان میں سے ایک عظیم شخصیّت محقق گرانقدر مدافع حریم اہل بیت حضرت آیت اللہ سید علی حسینی میلانی (مدظلہ العالی) ہیں۔

مرکز حقائق اسلامی کو یہ افتخار حاصل ہے کہ اس نے اس عظیم محقق کے قیمتی آثار و کتب کو زندہ رکھنے کو اپنے لائحہ عمل کا حصہ قرار دیا ہے اور تحقیق کے ساتھ معظم لہ کے آثار و

ترجمہ کو محققین اور حقائق اسلامی کے تشنگان اور متوالوں کی خدمت میں پیش کرنے کا ذمہ اپنے دوش پر اُٹھایا ہے۔

یہ کتاب جو آپ کی خدمت میں ہے محقق محترم حضرت آیت اللہ سید علی حسینی میلانی (مدظلہ العالی) کی فارسی کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ ہے تاکہ حقائق اسلام سے لوگوں کو روشناس کرایا جاسکے۔

امید ہے کہ یہ سعی و کوشش حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ عجل اللہ تعالے فرجہ الشریف کی بارگاہ میں پسندیدہ اور آپ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی خوشنودی کا باعث ہوگی۔

مرکز حقائق اسلامی

مقدمہ

اس کتاب کو لکھنے کامقصد ان روایات کی تحقیق کرنا ہے جن میں امیر المومنین□ کی بیٹی ام کلثوم سلام اللہ علیہاکا عمر کے ساتھ عقد کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ایک گروہ صدر اسلام میں حضرت علی□ اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہاکو پیش آنے والے تلخ حوادث اوران کے ساتھ رکھے گے ناروا سلوک کا انھی روایات کے ذریعہ انکار اور استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے:

> **جیسا کہ یہ مشہور ہے کہ عمر نے حضرت علی□ کے گھر پر دھاوا بول دیا تھا جس کی وجہ حضرت زہراء سلام اللہ علیہاکی شہادت واقع ہوئی اگر یہ بات صحیح ہوتي تو پھر عمر کے ساتھ ام کلثوم کا عقد منعقد نہ ہو سکتا۔**

چونکہ روایات میں یہ ملتا ہے کہ عقد منعقد ہوا ہے۔لہذا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمر کی طرف منسوب یہ واقعات من گھڑت ہیں اوراس کے برعکس عمر اور امیر المومنین□ کے درمیان انتہائی خوشگوار اور صمیمانہ تعلقات تھے۔

اس کتاب میں ہم نے ان روایات کی تحقیق کی ہے جن میں عمر کا حضرت ام کلثوم کے ساتھ عقد کا تذکرہ پایا جاتا ہے تاکہ

معلوم ہو سکے کہ ان روایات کے ذریعہ جن مقاصد کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے وہ کس حد تک صحیح ہیں؟

واضح سی بات ہے کہ ان روایات سے مطلوبہ مقاصد اسی وقت حاصل کئے جاسکتے ہیں جب درج ذیل امور ثابت ہوں:

۱۔اصل موضوع کا موجود ہونا یعنی امیرالمومنین□کی ام کلثوم نامی کوئی بیٹی بھی ہو، لہذا اگر حضرت علی□کی ام کلثوم نامی کوئی بیٹی ہی نہ ہو یا حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے بطن مبارک سے نہ ہو (جیسے کہ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں) تو اس صورت میں ان روایات سے اخذ کیے گئے تمام مطالب صرف جھوٹ کا پلندا ہوں گے۔

۲۔عمر اور ام کلثوم کے درمیان عقد صرف خطبہ عقد سے جائز ہو لہذا اگر ان کے درمیان شادی کا اطلاق مباشرت کرنے پر موقوف ہو تو پھر بھی یہ استدلال کامل نہیں ہوگا۔چونکہ معتبر دلیل سے یہ بات ثابت ہوگی کہ دونوں کے مابین جنسی تعلقات قائم نہیں ہوئے تھے۔

۳۔اگر اس بات کو تسلیم بھی کرلیا جائے کہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک تھے تو اس سے مطلوبہ مقاصد صرف اسی صورت میں اخذ کئے جاسکتے ہیں جب یہ عقد طرفین کی رضا مندی سے وقوع پذیر ہوا ہو۔

لیکن جیسا کہ فریقین کی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ عمر نے ڈرا دھمکا اور دباؤ ڈال کر حضرت ام کلثوم کو اپنے حبالہ

عقد میں لیا تھا تو اس صورت میں مکتب اہل بیت علیہم السلام
کے دشمن نہ صرف اپنے مذموم مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتے
بلکہ اس سے تو اہل بیت علیہم السلام کی مظلومیت واضح و
عیاں ہوتی ہے۔

عمر کا ام کلثوم کے ساتھ عقد (تنقید و تبصرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین والصلاۃ و السلام علی سیّدنا محمد والہ الطاھرین المعصومین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین من الاوّلین و الآخرین

صدر اسلام سے لے کر اب تک کئی صدیاں اس روایت کی تحقیق اور تجزیہ و تحلیل میں بیت چکی ہیں کہ کیا امیرالمومنین کی لخت جگر ام کلثوم کا عمر کے ساتھ عقد منعقد ہوا تھا یا یہ صرف ایک افسانہ ہے۔

اس سلسلہ میں کئی کتب اور رسالے تالیف کیے گئے ہیں نمونہ کے طور پر شیخ مفید رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی تحقیق کے سلسلہ میں دو کتابیں تالیف کی ہیں۔ اُن میں سے ایک اجوبۃ المسائل السّرویۃ اور دوسری اجوبۃ المسائل الحاجبیہ ہے ہماری یہ کاوش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ہم نے اس کتاب میں

اہل سنت کی مشہور کتب سے اصل روایت کو ذکر کیا ہے اس کے بعد اُس کی سند اور دلالت پر تنقید و تبصرہ کیا ہے۔

ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ اس کتاب میں اصل واقعہ کی گہرائی تک پہنچ کر حقائق سے پردہ اُٹھایا جائے تاکہ قارئین کرام کے لیے حقیقت حال واضح و روشن ہو جائے۔

پہلا حصّہ

روایات اور ان کے راوی

اہل سنت کی مشہور روایات میں سے ، ایک روایت ایسی ہے جس کی بُنیاد پر وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عمر بن خطاب کے ساتھ عقد کیا تھا۔اُنہوں نے اس روایت کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے ہم اس روایت کے اصلی مضمون کو اُن کی معروف ترین کتابوں سے نقل کریں گے۔

۱۔الطبقات الکبریٰ میں ابن سعد کی روایات

جہاں تک ہمارے علم میں ہے اس روایت کا قدیمی ترین راوی اور ناقل الطبقات الکبری کا مصنّف محمد بن منیع زہری متوفی ۲۳۰ھ ق ہے وہ اس کتاب میں اس موضوع پر درج ذیل روایات کو نقل کرتے ہیں۔

پہلی روایت

ام کلثوم ، علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصی کی بیٹی اور اُن کی ماں فاطمہ بنت محمد مصطفی

رسول خدا ﷺ تھی [1] جن کی والدہ گرامی خدیجہ الکبری بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قُصی تھی وہ (ام کلثوم) ابھی نابالغ تھیں کہ عمر بن خطاب نے اُن کے ساتھ عقد کر لیا جس کے نتیجہ میں زید نامی بیٹا اور رقیہ نام کی بیٹی کی ولادت ہوئی۔ جس وقت عمر بن خطاب کو قتل کیا گیا اُس وقت بھی ام کلثوم اُن کی زوجیت میں تھیں۔ عمر کی وفات کے بعد عون بن جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب نے اُن کے ساتھ شادی کر لی!! [2]

عون کے انتقال کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر بن ابی طالب نے ان کے ساتھ عقد کر لیا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ان کے بھائی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے ام کلثوم کی بہن زینب بنت علی ابن ابی طالب کے انتقال کے بعد انہیں اپنی ہمسری میں لے لیا۔ حضرت ام کلثوم اس بارے میں کہتی

ہیں مجھے اسماء بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ میرے ہاں اس کے دو بیٹوں کا انتقال ہوا ہے اور اب مجھے خوف ہے کہ کہیں

---

[1] و ۲۔ اہل سنت کے منابع میں رسول اکرم ﷺ پر ناقص درود لکھا گیا لیکن ہم آنحضرت ﷺ کے فرمان کی روشنی میں مکمل درود و صلوات کو ذکر کریں گے اور اہل سنت کے مآخذ میں جہاں کہیں بھی قابل غور بات ہو گی وہاں پر تعجب !! کی علامت لگائیں گے۔

تیسرے کا بھی انتقال نہ ہو جائے۔ چنانچہ ام کلثوم کا عبداللہ بن جعفر کے ہاں اس حال میں انتقال ہوتا ہے کہ وہ لا ولد تھیں۔

دوسری روایت

انس ابن عیاض ، جعفر بن محمد (امام صادق ۔) اور وہ اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ” عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب□ کی بیٹی ام کلثوم کی خواستگاری کی تو علی□ نے فرمایا کہ میں اپنی بیٹیوں کا عقد جعفر کے بیٹوں کے ساتھ کروں گا!!

عمر نے کہا کہ اے علی! اس کا میرے ساتھ عقد کرو، خدا کی قسم! روئے زمین پر کوئی بھی ایسا مرد نہیں جو مجھ سے بہتر ان کا ہمدم اور حسن سلوک روا رکھنے والا ہو؟! لہذا علی□ نے بھی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

اس کے بعد عمر (قبر اور منبر رسول خدا □ کے درمیان مہاجرین کے مخصوص مقام پر جہاں علی ، عثمان، زبیر، طلحہ، عبدالرحمن بن عوف بیٹھا کرتے تھے اور جب بھی گوش و کنار سے کوئی خبر عمر تک پہنچتی تو وہ ان کے پاس آتے اور انہیں مطلع کر کے ان سے مشورہ کرتے تھے۔) آئے اور کہا کہ مجھے مبارک باد پیش کیجئے اُنہوں نے آپ کو مبارک دی اور دریافت کیا کہ اے امیر المومنین! یہ مبارک باد کس لئے ہے؟!

آپ نے کہا کہ علی بن ابی طالب کی بیٹی کے ساتھ عقد کی خاطر ہے۔اس کے بعد اُنہوں نے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ پیغمبر اکرم نے ارشاد فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی»

سوائے میرے حسب ونسب کے قیامت کے دن تمام رشتے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

میں پیغمبر اکرم کا ہم نشین رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آنحضرت کے ساتھ میری رشتہ داری استوار ہو جائے۔

تیسری روایت

وکیع بن جراح ، ہشام بن سعد سے اور وہ عطاء خراسانی سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے ام کلثوم بنت علی کیلئے ، چالیس ہزار درہم حق مہر قرار دیا۔!!

چوتھی روایت

محمد بن عمر واقدی اور دوسرے روات نے کہا ہے کہ جب عمر بن خطاب نے علی سے ان کی بیٹی کی خواستگاری کی تو علی نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! وہ ابھی نابالغ بچی ہے

-

عمر نے کہا کہ خدا کی قسم! آپ کا یہ مقصد نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کا ہدف کیا ہے۔!!

اس کے بعد علی □ نے ام کلثوم کو بلایا اور انہیں آراستہ کیا!! پھر ایک کپڑا منگوایا اور تہہ کرکے ام کلثوم کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کپڑے سمیت امیر المومنین کے پاس جاؤ اور کہو کہ مجھے میرے والد گرامی نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپ کو سلام پہنچانے کے بعد کہا کہ اگر اس کپڑے کو پسند کر لیا ہے تو لے لو وگرنہ اسے واپس لوٹا دو!!

جب ام کلثوم عمر کے پاس آئیں تو عمر نے کہا کہ خدا آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر برکتیں نازل کرے میں نے اسے پسند کر لیا۔!!

ام کلثوم اپنے والد کے پاس واپس آئیں اور کہا کہ اس نے کپڑے کو نہیں کھولا اور میرے علاوہ کسی چیز پر نگاہ نہیں ڈالی۔!!

اس کے بعد علی □ نے ام کلثوم کا عمر کے ساتھ عقد کر دیا جس سے زید نامی بیٹا پیدا ہوا۔!!

پانچویں روایت

وکیع بن جراح نے اسماعیل بن خالد سے اور انہوں نے عامر شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ زید بن عمر اور علی □ کی بیٹی ام کلثوم ہر دو کا انتقال ہوا تو ابن عمر نے دونوں پر چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی زید کے جنازے کو اپنے سامنے رکھا اور ام کلثوم کے جنازے کو رو بہ قبلہ رکھ کر نماز پڑھی۔

چھٹی روایت

عبید اللہ بن موسی کہتے ہیں کہ اسرائیل نے ابی حصین سے اور وہ عامر سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر نے کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اُن کے بیٹے زید پر نماز جنازہ پڑھی اور زید کی میت کو اپنے سامنے رکھ کر دونوں پر چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔

اِس سے ملتی جلتی روایت کو وکیع بن جراح نے زیدبن حبیب سے اور وہ شبہی سے نقل کرتے ہوئے مزید کہتے ہیں کہ نماز کے وقت فرزندان علی، حسن وحسین، محمد بن حنفیہ، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر نے بھی ابن عمر کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی۔

ساتویں روایت

عبیداللہ بن موسی اور اسرائیل، جابر سے اور وہ عامر شبہی سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے زیدبن عمربن خطاؔب کی میت پر چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی اور امام حسن وحسین علیہما السلام نے بھی اُس کی اقتداء میں نماز پڑھی اگر وہ زیادہ تکبیریں کہنے میں بہتری سمجھتے تو زیادہ تکبیریں بھی کہہ دیتے۔

آٹھویں روایت

عبیداللہ بن موسی نے اسرائیل سے اور وہ سُدّی سے اور وہ عبداللہ بن بَہّی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور زید بن عمر بن خطاب پر نماز جنازہ پڑھی اور زید کے جنازے کو اُس طرف رکھا کہ جس طرف امام کھڑا ہوتا ہے اور اِس بات کے گواہ حسن وحسین علیہما السلام بھی ہیں۔

نویں روایت

وکیع بن جراح، حماد بن سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ عمّار بن ابی عمّار، مولی بنی ہاشم[1] کہتے ہیں کہ اس دن میں موجود تھا جب مدینہ کے گونر سعید بن عاص نے دونوں پر نماز جنازہ پڑھائی اور رسول خدا ؐ کے اسّی (۸۰) اصحاب نے اس کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

دسویں روایت

جعفر بن عون نے ابن جُریج سے اور وہ نافع سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت علی بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم اور اُن کے بیٹے زید کا جنازہ لایا گیا تو سعید بن عاص نے اُن پر نماز جنازہ پڑھی۔

---

[1]۔ آزاد شدہ غلام کو "مولی" کہتے ہیں۔

گیارہویں روایت

عبداللہ بن نمیر نے اسماعیل بن ابی خالد سے اور وہ عامر سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر نے اپنے بھائی زید اور ام کلثوم بنت علی پر نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کی میتّیں ایک ہی تابوت میں تھیں اور اُنہوں نے زید کی میت کو اپنی جانب رکھا۔[1]

۲۔الذرّیۃ الطاہرۃ میں دولابی کی روایات

اہل سنت کے دوسرے محقق جنہوں نے اس سلسلہ میں روایات کو نقل کیا ہے وہ ابو بشر دولابی متوفی ۳۱۰ھق ہیں وہ اپنی کتاب "الذرّیۃ الطاہرہ" کے ایک حصے میں ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما السلام کے بارے میں درج ذیل روایات کو نقل کرتے ہیں :

پہلی روایت

دولابی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن عبدالجبار سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے یونس بن بکیر اور اُنہوں نے ابن اسحاق سے سنا تھا کہ رسول خدا کی بیٹی کے بطن مبارک سے حضرت علی کے تین بیٹے جن کے اسمائے گرامی حسن و

---

[1] ۔الطبقات الکبریٰ: ۸/۳۳۸۔۳۴۰۔

حسین اور محسن (کہ جن کا بچپنے میں انتقال ہو گیا) اور دو بیٹیاں ام کلثوم اور زنیب پیدا ہوئیں۔

دوسری روایت

ابن اسحاق کتاب کہ عاصم بن عمر قتادہ نے میرے لئے اس طرح روایت نقل کی کہ عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب □ کی بیٹی ام کلثوم کی خواستگاری کی۔

علی □ نے اسے دیکھ کر کہا کہ وہ ابھی چھوٹی ہیں۔

عمر نے کہا نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے..... [1] بلکہ آپ مجھے اس کام سے روکنا چاہتے ہیں، اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں تو اس کو میرے پاس بلاؤ۔

علی واپس لوٹے اور ام کلثوم کو بلایا اور انہیں ایک کپڑا دیتے ہوئے کہا کہ اسے امیر المومنین کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ میرے والد گرامی کہہ رہے ہیں کہ آپ کی نظر میں یہ کپڑا کیسا ہے؟

ام کلثوم کپڑا لے کر گئیں اور باپ کا پیغام عمر تک پہنچایا۔ عمر نے ان کا بازو پکڑ لیا!!، لیکن ام کلثوم نے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے عمر سے کہا کہ مجھے چھوڑ دیں۔

---

[1]۔ ہمارے پاس کتاب کا جو نسخہ ہے اس میں اس طرح آیا ہے: (یہاں پر ایک لطیف مطلب جو پڑھا نہیں جاسکتا!!؟ لیکن اصل عبارت اس طرح ہے "نہیں خدا کی قسم! آپ کا یہ ارادہ نہیں ہے!!"

عمر نے ان کے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ ...!!، جاؤ اور اپنے والد سے کہو بہت اچھا... [1] اور خوبصورت ہے!! خدا کی قسم !ایسا نہیں ہے جیسے تم کہہ رہے تھے۔اس کے بعد علی □ نے ام کلثوم کا عقد عمر کے ساتھ کر دیا۔

تیسری روایت

احمد بن عبد الجبّار، یونس بن بکیر سے اور وہ خالد بن صالح اور اُنہوں نے واقد بن محمد بن عبداللہ بن عمر سے اور وہ اپنے رشتہ داروں سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب □ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول □ کی بیٹی ام کلثوم کی خواستگاری کی۔

علی □ نے فرمایا کہ اس کے اور بھی سرپرست موجود ہیں اور میں ان سے بھی اجازت لے لوں، پھر حضرت امیر۔فرزندانِ فاطمہ علیہم السلام کے پاس تشریف لائے اور انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا۔سب نے کہا کہ سے ان کے حبالہ عقد میں دے دو۔

---

[1]۔اس مقام پر اصل کتاب میں آیا ہے: ”کہ یہاں پر ایک ایسا لفظ ہے جو پڑھا نہیں جاسکتا !!؟“ لیکن محب الدین طبری کی روایت میں ایسا کوئی کلمہ موجود نہیں ہے۔“

تو علی □ نے ام کلثوم کو (جبکہ وہ ابھی نابالغ تھیں) اپنے پاس بلایا اور کہا کہ امیر المومنین کے پاس جاؤ اور کہو کہ میرے والد آپ کو سلام کہہ رہے ہیں ہم نے تیرے تقاضے کو قبول کر لیا ہے۔

اس کے بعد (جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف لے گئیں اور اپنے والد گرامی کا پیغام سنایا) تو عمر نے ... ہوئے!! کہا کہ میں نے ام کلثوم کے باپ سے اس کی خواستگاری کی ہے اور انہوں نے اس کو میری زوجیت میں دے دیا۔

لوگوں نے عمر سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کے کہنے کا کیا مقصد ہے؟ وہ تو ابھی نابالغ بچی ہے؟!

عمر نے کہا کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الاّ سببی و نسبی»؛

قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے علاوہ تمام رشتے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے

میں چاہتا ہوں کہ میرے اور رسول خدا کے درمیان دامادی کا رشتہ استوار ہو جائے۔

چوتھی روایت

عبدالرحمان بن خالد بن منیع کہتے ہیں کہ مالکؒ بن انس کے کاتب حبیب نے عبدالعزیز دراوردی سے اور وہ زید بن اسلم

سے اور اُنہوں نے عمر بن خطاب کے غلام سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے علی بن ابی طالب سے ام کلثوم کی خواستگاری کی اور علی نے عباس، عقیل اور حسن سے مشورہ کیا۔

عقیل غصہ میں آگئے اور علی سے کہاکہ شب و روز اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صرف تیری عدم بصیرت میں ہی اضافہ ہو رہا ہے خدا کی قسم! اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کا انجام بہت برا ہوگا۔

علی نے عباس سے کہاکہ خدا کی قسم! اس کی یہ گفتگو مخلصانہ نہیں ہے لیکن عمر کے تازیانے نے اسے یہ کہنے پر مجبور کیا ہے۔(۱)

۱۔ معتبر روایات اور مذکورہ بالا عبارت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حضرت علی اس عقد پر راضی نہیں تھے جبکہ عقیل، عمر کی دھمکی کی وجہ سے اس عقد کے موافق تھے اور ان کا غصہ بھی اسی وجہ سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر نے ان کی طرف سے اس عقد کی موافقت کو غیر مخلفانہ مشورہ سے تعبیر کیا ہے۔البتہ یہ بات تعجب اور قابل حیرت ہے کہ روایات میں امیر المومنین کے موقف میں تبدیلی آئی ہے اور یہ تبدیل عمر کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ عمر کی خواہش تھی کہ وہ رسول خدا کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ سکے!!

اس کے بعد علی ؑ نے عقیل کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا کہ اے عقیل ! خدا کی قسم ! یہ عقد تیری رغبت اورخواہش کے مطابق نہیں ہو رہا ہے بلکہ عمر بن خطاب نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اس نے رسول خدا ؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ؐ فرمارہے تھے کہ:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامہ الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

پانچویں روایت

عبدالعزیز بن منیع، ابوالدرداء مروزی سے اُنہوں نے خالد بن خداش سے اسی طرح اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدردای انصاری نے ابوجماہیر محمد بن عثمان سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے اوروہ اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب علیہما السلام کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ چالیس ہزار درہم!! حق مہر کے بدلہ عقد کیا۔

چھٹی روایت

ابو اسامہ عبداللہ بن محمد حجاج بن ابی منیع اوران کے دادا زہری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی ؑ

کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کیا اوراس سے زید نامی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اوران کی موجودگی میں عمر کا انتقال ہو گیا۔

ساتویں روایت

احمد بن عبدالجبّار نے یونس بن بکیر وہ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب □ ک بیٹی ام کلثوم سے عقد کیا اوراس سے زید نامی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اوران کی موجودگی میں عمر کا انتقال ہو گیا۔

آٹھویں روایت

ابو اسامہ عبداللہ محمد حلبی نے حجاج بن ابی منیع سے ان کے باپ زہری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب کے مرنے کے بعد عون بن جعفر بن ابی طالب نے ام کلثوم کے ساتھ عقد کرلیا۔!! اور عون ام کلثوم سے صاحب اولاد ہوئے بغیر ہی انتقال کر گئے۔

نویں روایت

احمدبن عبدالجبار نے یونس بن بکیر اوروہ ابن اسحاق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ام کلثوم بنت علی علیہما السلام کے شوہر عمر بن خطاب کے مرنے کے بعد عون بن جعفر نے ان کے

ساتھ عقد کر لیا!! اور عون بن جعفر بھی ان کی حیات میں ہی انتقال کر گئے اور اس سے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

دسویں روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میرے باپ نے اسحاق بن یسار حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے نقل کیا کہ جب عمر بن خطاب کے انتقال کے بعد ام کلثوم بنت علی بیوہ ہو گئیں تو اس کے بھائی حسن و حسین علیہما السلام اس کے ہاں آئے اور کہا کہ تو مسلمان عورتوں کی سردار اور عالم کے سردار کی بیٹی ہے۔

خدا کی قسم! اگر تو نے اپنے اختیارات علی کے سپرد کر دیئے تو یقینا اپنے خاندان کے کسی یتیم کے ساتھ تیرا عقد کر دیں گے!! اور اگر مال و دولت کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ یقینا تم کو مل جائے گا۔

خدا کی قسم! ابھی ان لوگوں کی محفل برخاست نہ ہوئی تھی کہ اتنے میں علی عصا کا سہارا لئے ہوئے پہنچے اور انہوں نے خداوند عالم کی حمد و ثنا بیان کی اور اس کے بعد رسول خدا کے ہاں اپنی قدر و منزلت کو بیان کیا اور کہا کہ اے اولاد فاطمہ! تم اپنی قدر و منزلت سے آگاہ ہو اور جانتے ہو کہ میں نے تمہیں رسول گرامی کے ساتھ نسبت اور رشتہ داری کی بنا پر اپنی تمام اولاد پر فضلیت و برتری دی ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ آپ نے صحیح فرمایا: خداوند متعال آپ پر رحمت کرے اور ہماری طرف سے آپ کو خیر واجر عطا کرے۔
علی □ اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے میری لُخت جگر! خداوند عالم کے نزدیك اپنے معاملات میں اب تو خود مختار ہے۔لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ اختیار مجھے دے دیں۔

ام کلثوم نے کہا پدر بزرگوار! خدا کی قسم! میں بھی ایك عورت ہوں اور عورتوں میں جن چیزوں کی خواہش ہوتي ہے وہ مجھے بھی ہے!! اورمیں چاہتی ہوں کہ جس طرح دوسری خواتین دنیا سے استفادہ کرتي ہیں میں بھی اس سے مستفید ہوں!! لہذا میں چاہتی ہوں کہ اس بارے میں خود ہی فیصلہ کروں۔

علی □ نے کہا بیٹی! خدا کی قسم! یہ تیری رائے نہیں ہے بلکہ ان دو کی فکر ہے۔!!

اس کے بعد آپ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اگر تو نے میری بات قبول نہ کی تو میں کبھی بھی ان دو افراد کے ساتھ بات نہیں کروں گا۔!!

حسن و حسین علیہما السلام نے اپنے والد گرامی کا دامن پکڑ لیا اور کہا۔پدر جان! تشریف رکھیے، خدا کی قسم! ہم آپ کا فراق برداشت نہیں کرسکتے اس کے بعد اُنہوں نے ام کلثوم سے کہا کہ اپنی شادی کے اختیار کو ان کے حوالے کردیجئے۔

ام کلثوم نے کہا کہ میں اختیار دینے پر راضی ہوں۔

علی □ نے کہا کہ میں تیرا عقد نوجوان عون بن جعفر کے ساتھ کروں گا۔اس کے بعد امیرالمومنین□ وہاں سے واپس لوٹے اوراس کے لئے چار ہزار درہم لائے، پھر اپنے بھتیجے کو شاد ی کاپیغام بھیجااورام کلثوم کوان کی طرف بھیج دیا۔

حسن بن حسن کہتے ہیں ، خدا کی قسم! ان کے درمیان بے مثال عشق تھا۔

گیارہویں روایت

ابواسحاق، ابراہیم، ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق، جوزجانی نے یزید بن ہارون سے اوروہ حماد بن سلمہ سے اورانہوں نے عماد بن ابی عمار سے روایت کی ہے کہ ام کلثوم بنت علی اورعمر کا بیٹا زید دونوں کاانتقال ہوااورہم نے انہیں غسل اورکفن دیااوربن عاص نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اورحسن و حسین علیہما السلام اورابوہریرہ نے اس کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

بارہویں روایت

ابراہیم بن یعقوب نے یزید بن ہارون سے اوروہ اسماعیل اوروہ اسماعیل بن ابی خالدسے روایت نقل کرتے ہیں کہ عامر کے ہاں مردوعورت پر نماز جنازہ پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں گفتگو ہوئی توعامر نے کہاکہ جب میں آیاتوعبداللہ بن عمر نے

اپنے بھائی زید اوراس کی ماں ام کلثوم بنت علی پر نماز جنازہ پڑھی۔[1]

۳۔المستدرک میں حاکم نیشاپوری کی روایت

ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھق، نے اس سلسلہ میں صرف ایک روایت کو نقل کیا ہے۔حسن بن یعقوب اور ابراہیم بن عصمت (جو دونوں عادل ہیں) نے سرّی بن خزیمہ سے اور وہ معلی[2] بن اسد سے اور وہ وہیب بن خالد سے اور اُنہوں نے جعفر بن محمد (یعنی امام صادق □)سے اور اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے اور اُنہوں نے علی بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ علی بن حسین نے فرمایا کہ عمر بن خطاب نے علی □ سے ام کلثوم کی خواستگاری کی اور کہا کہ ان کا میرے ساتھ عقد کردو۔

علی □ نے فرمایا کہ میں اس کا عقد اپنے بھتیجے ، عبداللہ بن جعفر کے ساتھ کروں گا۔

عمر نے کہا کہ اس کا میرے ساتھ عقد کردیں۔خدا کی قسم! اس کے ساتھ مجھ سے بہتر کوئی حسن سلوک روا نہیں رکھے گا۔!!

لہٰذا علی □ نے ان کا عقد عمر کے ساتھ کردیا۔

---

[1] الذریۃ الطاہرہ: ۱۵۷۔۱۶۵۔

[2] المستدرک کے متن میں معلی بن راشد لکھا ہوا ہے جو غلط ہے۔

عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے مبارک باد پیش کروگے؟

اُنہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! کس بات کی مبارک باد؟!

اس نے کہا کہ علی و فاطمہ بنت رسول خدا کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ عقد کی وجہ سے اور میں نے خود رسول خدا کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام رشتہ اور تعلقات ختم ہوجائیں گے۔

اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اور پیغمبر اکرم کے درمیان تعلقات اور رشتہ داری استوار ہوجائے۔

حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح ہے، لیکن بخاری اور مسلم نے اس روایت کو نقل نہیں کیا ہے۔[1]

---

[1] المستدرک : ١٥٣/٣، معرفة الصحابه (مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب -) حدیث نمبر ٤٦٨٤۔

٤۔السنن الکبریٰ میں بیہقی کی روایات

ابوبکر بیہقی، متوفی ٤٥٨ ھق نے اس واقعہ کے بارے میں درج ذیل چند روایات کو ذکر کیا ہے:

پہلی روایت

ابو عبداللہ حاکم، صاحب المستدرک حسن بن یعقوب اور ابراہیم بن عصمت سے روایت کرتے ہیں کہ سرّی بن خزیمہ نے معلی بن اسد سے اور اُنہوں نے وہیب بن خالد سے روایت کی ہے کہ جعفر بن محمد (امام صادق ؑ) اپنے والد گرامی علی بن حسین علیہما السلام سے نقل کرتے ہیں۔

اسی طرح ابو العباس، محمد بن یعقوب نے احمد بن عبدالجبار سے اور اُنہوں نے یونس بن بکیر سے اور وہ ابن اسحاق سے اور اُنہوں نے ابو جعفر سے (یعنی امام باقر ؑ) سے اور اُنہوں نے اپنے والد گرامی علی بن حسین علیہما السلام سے نقل کیا ہے:

جب عمر بن خطاب نے علی ؑ کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا، تو مسجد النبی ﷺ میں قبر و منبر رسول اللہ ﷺ کے درمیان مہاجرین کی مخصوص جگہ پر آئے اور ان سے اپنے لئے خیر و برکت کی خواہش کی۔

عمر نے کہاکہ خداکی قسم !اس عقد پر جس چیز نے مجھے برانگختیہ کیا ہے وہ رسول اکرم کی یہ روایت تھی کہ آپ فرمارہے تھے:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب ونسب کے تمام رشتہ اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

بیہقی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں ، یہ ابن اسحاق کی حدیث کا متن تھا، لیکن سند کے لحاظ سے یہ روایت مرسل اورحسن ہے ، اس لئے کہ دوسروں ماخذ سے بھی یہ روایت سندوارسال [1] کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

دوسری روایت

ابو حسین بن بشران نے دعلج بن احمد سے اور اُنہوں نے موسیٰ بن ہارون سے اور اُنہوں نے سفیان سے اوروہ وکیع بن جرّاح سے اوروہ روح بن عبادہ سے اور اُنہوں نے ابن جریح سے اوروہ ابن ابی ملیکہ سے اور اُنہوں حسن بن حسن سے اور اُنہوں نے

---

[1]۔ارسال و مرسل: ایسی روایات کہ جنہیں تابعین میں سے کوئی بھی پیغمبر اسلام کی طرف نسبت دے کر بیان کرے۔یا کوئی صحابی جس نے پیغمبر اسلام سے خود روایت نہ سنی ہو اسے نقل کرے۔(مترجم)

اپنے والد گرامی سے نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب علیہما السلام سے ام کلثوم کی خواستگاری کی۔

علی □ فرماتے ہیں کہ وہ ابھی نابالغ بچی ہیں۔

عمر نے کہا کہ میں نے رسول خدا □ سے سنا ہے کہ آپ □ نے فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

اور میں اس بات کا خواہش مند ہوں کہ رسول خدا □ کے ساتھ میری رشتہ داری قائم ہو جائے۔

علی □ نے حسنین علیہما السلام کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ کر دو۔ اُنہوں نے کہا کہ ام کلثوم بھی دوسری خواتین کی طرح خود مختار ہے لہذا وہ اپنے پسند کا شوہر انتخاب کر سکتی ہیں۔ علی □ نے غصہ میں اٹھ کھڑ ہوئے!! لیکن حسن نے ان کے دامن کو پکڑ لیا اور کہا والد گرامی! ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے۔ علی □ نے فرمایا کہ اس کا عقد عمر کے ساتھ کر دو۔(۱)

---

[1] السنن الکبری؛: ۱۰۱/۷ اور ۱۰۲، حدیث: ۱۳۳۹۳ اور ۱۳۳۹٤۔

بیقہی نے اس روایت کو "باپ کی جانب سے باکرہ لڑکیوں کے لئے شوہر کا انتخاب کرنا" کے حصہ میں دوبارہ نقل کیا ہے۔[۱]

کتاب الجواہر النقی کے مصنف ترکمانی کہتے ہیں کہ بیقہی نے کتاب کے اس حصہ میں شش سالہ عائشہ کا پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ عقد، عمر بن خطاب کا علی ؑ کی نابالغ بیٹی کے ساتھ عقد اور بعض اصحاب کی جانب سے اپنی نابالغ بیٹوں کے عقد کا تذکرہ کیا ہے... واضح رہے کہ عائشہ اور ام کلثوم عقد کے موقع پر سن بلوغ تک نہیں پہنچی تھیں۔

۵۔ تاریخ بغداد میں خطیب بغدادی کی روایات

خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ ق نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں ابراہیم بن مہران مروزی کے حالات زندگی کے ضمن میں، اس کی سند کے ساتھ روایت کو نقل کیا ہے۔

لیث بن سعد قیسی (بنی رفاعہ کا نمک خوار) نے ۱۷۱ھ کو مصر میں موسیٰ بن علی بن رباح لخمی اپنے والد اور وہ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہونے والی بیٹی کی خواستگاری کی اور اس مقصد کے لئے ان کے ہاں بہت زیادہ آمدو رفت کی۔

---

[۱] ایضاً: ۱۸۵/۷، حدیث: ۱۳۶۶۰۔

اور علی سے کہا کہ اے ابوالحسن! میرے اندر آپ کے ہاں زیادہ آمد و رفت کا انگیزہ رسول خدا کے اس فرمان نے پیدا کیا ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامہ الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

میری یہ خواہش ہے کہ آپ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ رشتہ داری اور دامادی کا رشتہ استوار کر سکوں۔

علی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی کو طلب کیا اور اسے زینت و آرائش کی گئی!! اس کے بعد آپ نے اسے امیر المومنین عمر کے پاس بھیج دیا۔

جب ام کلثوم اپنے والد گرامی کے پاس آئیں تو علی نے ان سے دریافت کیا کہ امیر المومنین نے تجھے کیا کہا؟

ام کلثوم نے کہا کہ مجھے اپنے یہاں بلایا.....!! اور جب میں اُٹھ کھڑی ہوئی تو..... کہا کہ اپنے باپ سے کہو میں رضامند ہوں۔

اس کے بعد علی نے عمر کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور اس سے زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا جس کا عالم شباب میں ہی انتقال ہو گیا.....[1]

---

[1]۔ تاریخ بغداد: ۱۸۰/٦۔

٦۔الاستیعاب میں ابن عبدالبرؒ کی روایات

ابن عبدالبرؒ قرطبی متوفی ٦٤٣ ھ ق نے بھی اس واقعہ کے بارے میں درج ذیل چند روایات نقل کی ہیں:

پہلی روایت

علی بن ابی طالب □ کی بیٹی ام کلثوم رسول خدا □ کے انتقال سے پہلے پیدا ہوئیں۔ان کی والدہ گرامی فاطمہ زہرا بنت رسول اکرم □ تھیں۔

عمر بن خطاب نے امیرالمومنین □ سے اس کی خواستگاری کی آپ نے کہا کہ وہ ابھی چھوٹی ہیں.....

عمر نے کہا کہ اس کا عقد میرے ساتھ کر دو! میں دوسروں کی نسبت اس کی عزت و کرامت کا زیادہ خیال رکھوں گا۔

علی علیہ السلا نے فرمایا کہ میں اس کو تیرے یہاں بھیجتا ہوں اگر تو نے پسند کر لیا تو پھر میں اس کا عقد کر دوں گا۔

اس کے بعد علی □ نے ام کلثوم کو ایک کپڑا دے کر عمر کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسے کہیں یہ وہی کپڑا ہے جس کے بارے میں تجھ سے گفتگو ہوئی تھی۔

ام کلثوم نے اپنے والد گرامی کا پیغام پہنچایا تو عمر نے اسے کہا کہ اپنے والد سے کہو کہ میں راضی ہوں اور خدا تجھ سے راضی ہو۔

اس کے بعد امّ کلثوم.........!!

ام کلثوم نے کہا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ اگر تو امیر المومنین نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ دیتی۔

ام کلثوم اپنے والد گرامی کے پاس واپس پلٹیں اورانہیں تمام ماجرے سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ نے مجھے بدترین بوڑھے کے ہاں بھیجا ہے۔

علی نے فرمایا کہ بیٹی وہ آپ کا شوہر ہے۔

اس کے بعد عمر، روضہ پیغمبر اکرم میں مہاجرین کی مخصوص بیٹھنے کی جگہ پر آئے اوراس محفل میں بیٹھتے ہوئے کہا کہ مجھے مبارک باد دیجئے۔

اُنہوں نے کہا اے امیر المومنین کس بات کی؟ آپ نے کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا ہے اور میں نے رسول خدا سے روایت کو سن رکھا تھا کہ جس میں آنحضرت نے ارشاد فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

میری رسول خدا کے ساتھ رشتہ داری تو موجود تھی لیکن میں خواہش مند تھا کہ آپ کے ساتھ دامادی کا رشتہ بھی قائم کر سکوں۔ تو پھر مہاجرین نے انہیں مبارک باد پیش کی۔

دوسری روایت

عبدالوارث نے قاسم سے انہوں نے خشنی سے اور وہ ابن ابی عمر سے اور اُنہوں نے سفیان سے اور وہ عمرو بن دینار سے اور اُنہوں نے علی □ کے بیٹے محمد (بن حنیفہ) سے نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے علی □ سے ان کی بیٹی ام کلثوم کی خواستگاری کی اور آپ نے ان کی کم سنی کا تذکرہ کیا۔

لوگوں نے عمر سے کہا کہ علی □ نے تجھے ٹھکرا دیا ہے۔

عمر دوبارہ خواستگاری کیلئے گئے تو علی □ نے فرمایا کہ میں اسے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اگر تو نے پسند کر لیا تو تیری ہمسری میں دے دوں گا۔

اس کے بعد آپ نے اپنی بیٹی کو عمر کے ہاں بھیجا اور عمر نے ام کلثوم کی .....!! ام کلثوم نے کہا کہ اس حرکت سے باز آ جاؤ! اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو میں تیری آنکھیں نکال دیتی۔

تیسری روایت

ابن وہب نے عبدالرحمان بن زید بن اسلم سے اور اُنہوں نے اپنے باپ اور اُنہوں نے اپنے جد سے روایت نقل کی ہے کہ عمر بن خطاب نے ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب □ کے ساتھ چار ہزار درہم حق مہر!! پر عقد کیا۔

چوتھی روایت

ابوعمر کہتے ہیں کہ ام کلثوم بنت علی □ کے ہاں عمر خطاب کی دو اولادیں زید بن عمر اکبر اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ام کلثوم اور ان کے بیٹے زید کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔

زید قبیلہ بنی عدی کے درمیان رات کو ہونے والی جنگ میں صلح کی خاطر گے۔لیکن رات کی تاریکی میں زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔کافی مدت علیل رہنے کے بعد وہ اوران کی والدہ ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

حسن بن علی علیہما السلام کے کہنے پر ابن عمر نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے ان دو افراد کے مرنے پر دو شرعی مسائل کو عملی جامعہ پہنایا گیا:

۱۔دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کی میراث نہیں پائی چونکہ معلوم نہ ہوسکا کہ پہلے کس کا انتقال ہوا ہے۔

۲۔زید کے جنازے کو ان کی ماں کے جنازے سے آگے امام کے قریب رکھا گیا۔(۱)

۱۔الاستیعاب: ۵۰۹/٤، ۵۱۰۔

۷۔اسد الغابہ مین ابن اثیر کی روایات

ابن اثیر جزری متوفی ٦٣٠ ھق اپنی کتاب اسد الغابہ میں اس واقعہ کے بارے میں درج ذیل روایات کو نقل کیا ہے:

پہلی روایت

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب علیہما السلام کی بیٹی اوران کی والدگرامی فاطمہ بنت رسول خدا تھیں۔وہ رسول اکرم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی تھیں۔

عمر بن خطاب نے ان کے باپ علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے ان کی خواستگاری کی۔

علی نے کہاکہ وہ ابھی بچی ہیں۔

عمر نے کہاکہ اس کا عقد میرے ساتھ کردو، چونکہ میں دوسروں کی نسبت ان کی عزت واحترام کازیادہ خیال رکھوں گا۔

علی نے کہا میں اسے تمہارے پاس بھیج رہاہوں ، اگرتونے پسند کرلیاتو پھر تیرے ساتھ اس کاعقد کردوں گا۔

اس کے بعد علی نے ام کلثوم کو ایک کپڑا دے کر عمر کے ہاں بھیجااورکہاکہ عمر سے کہوکہ وہی کپڑا ہے کہ جس کے بارے میں تجھ سے بات ہوئی تھی۔

ام کلثوم نے یہ پیغام عمر تک پہنچایا۔

عمر نے اس سے کہا کہ اپنے باپ سے کہو کہ میں رضامند ہوں اور خدا بھی تجھ سے راضی ہو۔ پھر.... رکھا!!

ام کلثوم نے کہا ایسی حرکت کیوں کررہے ہو؟اگر تو امیر المومنین نہ ہوتا تو تیری ناک توڑ دیتی۔

اس کے بعد وہ اپنے والد گرامی کے ہاں تشریف لائیں اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بدکردار بوڑھے کے یہاں بھیجا ہے۔

علی □ نے کہا کہ میری بیٹی! وہ آپ کا شوہر ہے۔

اس کے بعد عمر روضہ رسول اکرم □ میں اس مقام پر آیا جہاں پر معمولاً مہاجرین بیٹھا کرتے تھے اوران کے پہلو میں بیٹھے اور کہا کہ مجھے مبارک باد دیجئے۔

انہوں نے کہا کہ کس بات کی مبارک باد اے امیر المومنین؟

عمر نے کہا میں نے ام کلثوم بنت علی علیہما السلام کے ساتھ عقد کیا ہے اور پیغمبر گرامی □ سے سن رکھا تھا کہ جس میں آپ ؐ نے فرمایا:

”کل سبب و نسب منقطع یوم القیامہ الاّ سببی و نسبی“

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

میرے، پیغمبر اکرم □ کے ساتھ تعلق اور رشتہ داری تھی اور میں چاہتا تھا کہ ان کی دامادی کا بھی شرف حاصل کرلوں۔

اس وقت مہاجرین نے اسے مبارک باد پیش کی۔

عمر نے چالیس ہزار درہم کے بدلے ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا اوران سے زید بن عمر اکبر اوررقیہ پیدا ہوئے اوربعد میں ام کلثوم اوران کی فرزند زید کاایک ہی دن انتقال ہوا۔

جب قبیلہ بنی عدی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہواتو زیدان کے مابین صلح کرانے کی خاطر گیا ، تو رات کی تاریکی میں نامعلوم شخص نے اس پر حملہ کردیااوروہ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا۔ کچھ روز زندہ رہنے کے بعد اس کا اوراس کی ماں کاایک ہی دن انتقال ہوگیا۔

حسن بن علی کے کہنے پر عبداللہ بن عمر نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اورجب عمر قتل ہوگئے ، توعون بن جعفر نے ام کلثوم کے ساتھ عقد کرلیا۔!!۔

دوسری روایت

عبدالوہاب بن علی امین نے ابو فضل بن ناصر سے اور اُنہوں نے خطیب ابوطاہر محمد بن احمد بن ابی صقرسے اوراُنہوں نے ابوالبرکات احمدبن عبدالواحدبن فضل بن نظیف بن عبداللہ فراء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے احمدسے کہا: کیاابو محمد حسن بیرشیق نے آپ سے کوئی روایت نقل کی ہے ؟

اس نے اثبات میں جواب دیا، کہ ابو بشر محمد بن احمد بن حماد دولابی نے احمد بن عبدالجبار سے اوراُنہوں نے یونس بن بکیر سے اوروہ ابن اسحاق سے اوروہ حسن بن حسن بن علی ابی

طالب سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت عمر بن خطاب کا انتقال ہو اور ام کلثوم بنت علی بیوہ ہوئیں تو ان کے بھائی حسن و حسین علیہما السلام ان کے پاس آئے اور کہا کہ تو مسلمان عورتوں کی سردار اور کائنات کی عورتوں کی سردار کی بیٹی کے لحاظ سے معروف ہے۔

خدا کی قسم! اگر تو نے اپنے اختیارات علی □ کے سپرد کردیئے تو یقینا اپنے خاندان کے کسی یتیم کے ساتھ تیرا عقد کردیں گے!! اور اگر تو نے اپنے بارے میں خود فیصلہ کرلیا تو یقینا بہت سارے مال و متاع کی مالك بن جاؤں گی۔!!

خدا کی قسم ! ابھی ان کی محفل برخاست نہ ہوئی تھی کہ علی □ عصا کا سہارا لئے ہوئے ان کے ہاں داخل ہوئے۔خدا کی حمد و ثنا اور رسول خدا □ کے نزدیك اپنی قدر و منزلت بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے اولاد فاطمہ ! تمہیں میرے مقام کا علم ہے اور میں تمہیں رسول اکرم □ کے ساتھ نسبت اور رشتہ داری کی بناپر اپنی تمام اولاد پر مقدم سمجھتا ہوں۔

اُنہوں نے کہا کہ خدا کی آپ پر رحمت ہو اور ہماری جانب سے آپ کو اجر عظیم عطا کرے۔آپ نے سچ فرمایا ہے۔

علی □ نے کہا میری بیٹی! خداوند عالم نے تجھے خود مختار قرار دیا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ اختیارات مجھے دے دیں

-

ام کلثوم نے کہا کہ اے والد گرامی! دوسری عورتوں کی طرح میری بھی تمنائیں ہیں!! اور میں چاہتی ہوں کہ جس طرح دوسری عورتیں دنیا سے بہرہ مند ہوتي ہے میں بھی اس سے استفادہ کروں!! لہذا میں چاہتی ہوں کہ اپنے امور میں خود فیصلہ کروں۔

علی □ نے فرمایا: خدا کی قسم! میری بیٹی! یہ تیری رائے نہیں ہے بلکہ یہ تیرے بھائیوں کا مشورہ ہے!! پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر میری بات پر تم نے توجہ نہ دی تو میں کبھی بھی ان دونوں سے بات نہیں کروں گا۔!!

حسنین نے اپنے والد گرامی کے دامن کو پکڑلیا اور کہنے لگے اے پدر گرامی! بیٹھ جائیے خدا کی قسم! ہم آپ کی جدائی کو کبھی برداشت نہیں کرسکتے۔

اس کے بعد وہ ام کلثوم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اپنے اختیارات والد بزرگوار کو سونپ دیں۔

علی □ نے کہا کہ میں تیرا عقد اپنے نوجوان بھیجتے عون بن جعفر کے ساتھ کروں گا۔اس کے بعد علی □ نے ام کلثوم کو چار ہزار درہم دے کر عون بن جعفر کے ہاں بھیج دیا۔اس روایت کو ابو عمر نے بھی نقل کیا ہے۔[1]

---

[1] ۔اسد الغابہ: ۳۷۷/۷، ۳۷۸۔

۸۔الاصابہ میں ابن حجر کی روایت

ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ ق نے بھی اس سلسلہ میں درج ذیل روایات کو نقل کیا ہے:

پہلی روایت

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب □، قبیلہ بنی ہاشم سے تعلق رکھتی تھیں اور اُن کی والدہ گرامی کانام فاطمہ بنت محمد □ تھا۔ان کی ولادت رسول خدا □ کے زمانے میں ہوئی تھی۔

ابو عمر کہتا ہے کہ پیغمبر اکرم □ کے انتقال سے پہلے ان کی ولادت ہوئی تھی۔

ابن ابی عمر مقدسی کہتے ہیں کہ سفیان نے عمر سے اور وہ محمد بن علی (امام محمد باقر □) سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: عمر بن خطاب نے علی □ سے ام کلثوم کی خواستگاری کی توجواب میں علی □ نے فرمایا کہ وہ ابھی کم سن بچی ہیں۔

لوگوں نے عمر سے کہا کہ علی نے تجھے ٹھکرادیا ہے۔

عمر دوبارہ علی □ کے یہاں آئے، تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں، اگر تم راضی ہوگئے تو اس کا تیرے ساتھ عقد کر دوں گا۔

اس کے بعد اپنی بیٹی کو عمر کے یہاں بھیجا اور عمر نے........!!

ام کلثوم نے کہاکہ اپنے ہاتھ کو ہٹالو، اگر تو امیرالمومنین نہ ہوتاتو میں تیری آنکھیں نکال دیتی۔

دوسری روایت

ابن وہب نے عبدالرحمان بن زید بن اسلم سے اور اُنہوں نے اپنے باپ سے اور وہ اپنے جد سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے چالیس ہزار درہم حق مہر کے عوض !!ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا۔

تیسری روایت

زبیر کہتا ہے کہ ام کلثوم کے بطن سے عمر کی دو اولادیں زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ام کلثوم اور ان کا بیٹا ایک ہی دن انتقال کر گئے
۔

زید قبیلہ بنی عدی میں ہونے والی جنگ وجدال میں صلح کرنے کی خاطر گیا تو رات کی تاریکی میں ایک شخص نے اسے نہ پہچانتے ہوئے زخمی کر دیا زید کچھ عرصہ زندہ رہا پھر ایک ہی دن اس کا اور اس کی ماں کا انتقال ہو گیا۔

چوتھی روایت

ابو بشر دولابی اپنی کتاب الذریہ الطاہرہ میں ابن اسحاق کی سند سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ حسن بن حسن بن علی □ کہتے ہیں کہ جب عمر کا انتقال ہوا اور ام کلثوم بنت علی علیہما السلام بیوہ ہو گئیں تو اس کے بھائی حسن و حسین علیہما السلام ام

کلثوم کے ہاں تشریف لائے اور کہا اگر تو نے اپنے بارے میں خود فیصلہ کر لیا تو حتماً بہت سارے مال و متاع کی مالک بن جاؤں گی!!!

کچھ دیر کے بعد علی □ ان کے ہاں تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا بجالائے اور اپنی بیٹی سے کہا خداوند عالم نے تجھے اپنے معاملہ میں خود مختار قرار دیا ہے لیکن اگر چاہتی ہو تو وہ اختیار مجھے دے دیں۔

ام کلثوم نے کہا: بابا جان! میری بھی دوسری عورتوں کی طرح خواہشات ہیں!! اور میں چاہتی ہوں کہ دنیا سے بہرہ مند ہوں!!

علی □ نے کہا یہ تیری رائے نہیں ہے بلکہ یہ تیرے دونوں بھائیوں کی رائے ہے۔

پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: خدا کی قسم! میری بات کو مانیں و گرنہ میں تم دونوں سے کبھی بات نہیں کروں گا۔!!

اُنہوں نے ام کلثوم کے دامن کو پکڑ لیا اور اُن سے خواہش کی کہ باپ کی بات قبول کر لیں اس نے اسی طرح کیا اور عون بن جعفر کے ساتھ شادی کر لی۔

پانچویں روایت

کتاب الاخوہ میں دار قطنی نے ام کلثوم کا نام لیا اور لکھتا ہے کہ جب عون کا انتقال ہوا، تو اُن کے بھائی محمد نے ام کلثوم سے

عقد کرلیا!!تھوڑی مدت کے بعد جب وہ بھی دنیاسے چل بسے تواُن کے بھائی عبداللہ نے ان کو ہمسری میں لے لیا اورام کلثوم کی وفات عبداللہ کے گھرمیں ہوئی۔

اسی قسم کی روایت ابن سعد نے بھی نقل کی ہے اور کتاب کے آخر میں ہے کہ ام کلثوم کہتی تھیں کہ میں اسماء بنت عمیس سے شرم کرتي ہوں کہ اس کے دو بیٹوں کی وفات میرے یہاں ہوئی اور میں تیسرے کے بارے میں پریشان ہوں۔

وہ مزید کہتا ہے کہ ام کلثوم کا انتقال عبداللہ کے گھر میں ہوا اوران میں کسی سے بھی کوئی اولاد نہیں تھی۔

چھٹی روایت

ابن سعد نے انس ابن عیاض سے اوروہ جعفر بن محمد علیما السلام سے اورآپ نے اپنے والدگرامی سے نقل کرتے ہیں کہ عمرنے ام کلثوم کی علی □ سے خواستگاری کی۔

علی نے کہا: میں نے اپنی بیٹیوں کا جعفرکے بیٹوں کے ساتھ عقد کروں گا۔

عمر نے کہا: اس کا میرے ساتھ عقد کردیں ! خدا کی قسم ! میرے علاوہ روئے زمین پر کوئی ایساشخص نہیں ہے جواُن کی عزت وکرامت کی رعایت کرسکے۔

علی □ نے اثبات میں جواب دیا۔

عمر، مہاجرین کے یہاں آئے اور کہا مجھے مبارک باد دیجئے
اُنہوں نے مبارک باد دے کر پوچھا۔ کس کے ساتھ تم نے عقد کیا؟
عمر نے کہا: علی □ کی بیٹی کے ساتھ، بے شک پیغمبر اکرم
 نے ارشاد فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الاّ سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

میں نے پیغمبر کو بیٹی دی تھی، لیکن میں پسند کرتا تھا (کہ آپ کے خاندان کی لڑکی سے عقد کر لوں)۔[1]

---

[1] ۔الاصابہ: ٨/٤٦٤، ٤٦٥۔

دوسرا حصّہ

اسناد روایات کی

تحقیق

اسناد روایات کی تحقیق

وہ روایات جنہیں قارئین محترم نے ملاحظہ کیا ہے، وہ اہل سنت کی مشہور ترین کتب اور محکم ترین اسناد پر مشتمل تھیں ۔ان میں سے بعض روایات اصل واقعہ (یعنی امیر المومنین علی □ کا اپنی بیٹی کا عقد کرنا) سے مربوط ہیں ۔اور بعض عمر کی وفات کے بعد ام کلثوم کی شادی کے متعلق ہیں اور بعض ام کلثوم اور اُن کے بیٹے کی وفات کے ساتھ مربوط ہیں۔

علم حدیث میں اہل سنّت کے اصول اور علمی قواعد کی طرف توجہ کرنے سے اور علم رجال میں اُن کے علماء کے بیانات کی روشنی میں اگر کوئی شخص ان روایات کی اسناد میں دقت اور تحقیق کرے تو یہ بات اُس پر روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے گی کہ اس واقعہ کی کوئی بنیاد اور حقیقت نہیں ہے بلکہ افسانہ محض ہے چہ جائیکہ اس واقعہ کی جزئیات اور دوسرے متعلقہ امور میں بحث کی جائے۔[1]

1۔اس واقعہ کے رُواۃ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

الف)بعض راوی وہ ہیں کہ جنہیں علماء اہل سنت بڑی سختی سے ضعیف شمار کرتے ہیں اور وہ متہم بالکذب ہیں۔

قابل ذکر ہے کہ اس گروہ کا (حضرت علی□ کے خلاف) کسی قسم کا فرمان شیعوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اسناد کہ چھان بین کریں۔ ان روایات کے متعلق درج ذیل چند نکات کا ذکر کرتے ہیں:

١۔آپ نے جس واقعہ اور حکایت کو ملاحظہ کیا ہے وہ اہل سنت کی معروف کتب صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں ۔ ان کتب کے مولفین نے ان روایات کو ذکر کرنے سے گریز کیا ہے اور اُنہیں اپنی صحاح میں نہیں لائے ہیں۔

٢۔یہ روایات اہل سنّت کی دوسری کتابوں میں نقل ہوئی ہیں ۔بنابراین اہل سنّت کی معروف صحاح ستہ کے مولفین نے متفقہ طور پر ان روایات کو ترک کیا ہے اور اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیا۔

٣۔یہ من گھڑت داستان اہل سنّت کی دوسری حدیث کی کتابوں مثلاً مسند احمد بن حنبل وغیر میں بھی ذکر نہیں ہوئی اور واضع رہے خود احمد بن حنبل اور ان کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ بھی اس کتاب (یعنی مسند احمد) میں ذکر نہیں ہوا ہے، صحیح نہیں ہے...[1]

ب) کچھ راوی وہ ہیں جو اہل سنت کے ہاں قابل اعتماد ہیں لیکن یہ بھی تاریخ کے مسلمات میں سے ہے کہ امیر المومنین□ کے ساتھ بغض اور دشمنی رکھتے تھے۔

[1]۔رجوع کریں، نفحات الازھار: ٢٧/٢ کے بعد۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اہل سنت بہت سارے مقامات اور مختلف ابحاث میں صحیح السند حدیث سے اس لئے استدلال نہیں کرتے ہیں کہ بخاری و مسلم اور دوسرے صحاح میں وہ مذکور نہیں ہوتی ہیں۔

اس سلسلہ میں بنیادی گفتگو

اس بات میں اساسی مطلب یہ ہے کہ بعض روایات میں اہل سنّت کے راویوں نے اس واقعہ کو ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔یہ روایات

الطبقات ابن سعد، المستدرک حاکم، السنن الکبریٰ بیہقی اورالذریة الطاہرہ دولابی میں ذکر ہوئی ہیں ۔ان روایات کے بارے میں دو نکات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتے ہیں :

پہلا نکتہ

اہل سنت کی روایات کے مطالعہ اور تحقیق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب بھی اہل سنّت اور اہل بیت علیہم السلام کے مخالفین نے چاہا کہ اہل بیت علیہم السلام کی جانب ایسی نسبت دی جائے۔جو بات ان بزرگوار ہستیوں کے عقیدہ اور شان کے ساتھ سازگار نہ ہو تو اس من گھڑت بات کو اہل بیت علیہم

السلام کے خاندان کے کسی فرد کے حوالہ سے نقل کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر جب اُنہوں نے چاہا کہ پیغمبر خدا کے حقیقی جانشینی علی مرتضیٰ کی ذات والاصفات میں نقائص پیدا کریں، تو اہل بیت علیہم السلام کے حوالہ سے یہ داستان گھڑ ڈالی کہ امیر المومنین نے ابوجہل کی بیٹی کی خواستگاری کی۔[1]

جب اُنہوں نے چاہا کہ متعہ کے حرام ہونے کو عام کیا جائے اور ابن عباس کی شخصیت کو خدشہ دار کریں (جو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس کے حلال ہونے کے قائل تھے) تو حرمت متعہ اور ابن عباس کو طعن و تشنیع کی نسبت امیر المومنین کی جانب دے دی اور اس سلسلہ میں اُس کی اولاد کے اقوال پر مشتمل روایات کو جعل کیا گیا۔[2] جب اصحاب کی شان میں جھوٹی حدیث گھڑنے کا ارادہ کیا تو اس کی نسبت امام جعفر صادق کی طرف دے دی اور اصحاب کو ستاروں کے ساتھ تشبیہ دے دی۔[3]

1۔اس موضع پر لکھی گئی ہماری کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

2۔اس سلسلہ میں جو کتاب لکھی گئی ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

3۔اس سلسلہ میں لکھی گئی تالیف کی طرف رجوع کیا جائے۔

ان حوالہ جات کی روشنی میں کسی شك و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ ام کلثوم بنت علی □ کا عمر کے ساتھ عقد والی وہ روایات جو ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں وہ بھی بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔

دوسرا نکتہ

جیساکہ طبقات ابن سعد میں ذکر ہوا ہے کہ اہل سنت نے اس روایت کو امام صادق □ نے اپنے والد گرامی سے نقل کیا ہے اور حاکم نے المستدرک میں ذکر کیا ہے کہ امام صادق □ نے اپنے والدگرامی اور اُنہوں نے امام سجاد □ سے نقل کیا ہے یا کتاب الذریہ الطاہرہ میں آیا ہے کہ اس روایت کو حسن بن حسن نے ذکر کیا ہے یا جیساکہ سنن الکبریٰ بیہقی میں آیا ہے کہ حسن بن حسن نے اپنے باپ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

بنابریں اگر اہل سنت نے یہ روایت استدلال کرنے کی خاطر نقل کی ہے تو وہ اپنے اصول و قواعد کی روشنی میں صرف اسی حدیث سے استدلال کرسکتے ہیں۔جو کہ صحیح السند ہو....

اس نظریہ کی بنیاد پر اہل بیت علیہم السلام کی طرف منسوب مذکورہ روایات سے استدلال ممکن نہیں ہے ، چونکہ الطبقات الکبریٰ کے مصنف ابن سعد نے امام صادق □ کی شان میں گستاخی اور جسارت کی ہے۔وہ کہتا ہے کہ امام صادق □ کی بہت ساری احادیث ضعیف ہیں اور اُن سے

استدلال نہیں کیا جاسکتا اور جب ایک مرتبہ اُس سے پوچھا گیا کہ تم نے ان احادیث کو اپنے باپ سے سنا ہے؟

تو اس نے جواب میں کہا کہ ہاں! اور جب دوسری مرتبہ اس سے پوچھا گیا تو جواب میں کہتا ہے کہ میں نے اپنے والد کی کتابوں میں دیکھا ہے۔(۱)

اِسی طرح حاکم نے المستدرک میں امام جعفر صادق □ کی روایت کہ جو اُنہوں نے امام سجاد □ سے نقل کی ہے اور اُس کو صحیح قرار دیا ہے۔لیکن ذہبی اُس کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔(۲)

بیہقی اِس مورد میں کہتا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔(۳)

الذریہ الطاہرہ کتاب میں حسن بن حسن سے منقول روایت بھی اسی قسم کی ہے ، مزید یہ ہے کہ اُس کے رُواۃ ضعیف ہیں اور یہ بات عنقریب روشن ہوجائے گی ۔البتہ السنن الکبریٰ بیہقی میں جو روایت حسن بن حسن اور اُنہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ منقطع نہیں ہے ، لیکن اُس کی سند چند وجوہات کی بنائر پر ناقابل اعتبار ہے چونکہ حسن بن حسن

۱۔تہذیب التہذیب: ۹٤/۲۔

۲۔تلخیص المستدرک: ۱٤۲/۳۔

۳۔السنن الکبریٰ: ۱۰۲/۷۔

سے روایت کرنے والا راوی ابن ابی ملیکہ ہے اور عنقریب ہم اس کے ضعیف ہونے کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

اور دوسری طرف اگر اہل سنت کے محدثین نے ان روایات کو اس لئے نقل کیا ہے کہ شیعہ حضرات اِن کو قبول کرلیں (چونکہ یہ روایت اہل بیت علیہم السلام کی جانب سے نقل کی گئی ہیں۔تو شیعہ حضرات ان روایات کو صرف اُس صورت میں قبول کریں گے کہ جب ان روایات کے راوی خود اُن کے نقطہ نگاہ سے قابل اعتماد اور موثق ہوں۔

شیعہ اور اہل سنت کے درمیان اختلاف کا موجب بھی یہی ہے۔ اس بیان کی روشنی میں اہل سنّت کی کئی اہم روایات کا ناقابل اعتبار ہونا واقع ہے۔

جب ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف منسوب روایات ناقابل اعتبار ہیں (پھر بدرجہ اولیٰ دوسری روایات ساقط و بے اعتبار ہوجائیں گی) لیکن اس کے باوجود بھی ہم ان کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کریں گے۔

ابتداء میں ”سنن الکبریٰ“ بہیقی کی روایت جو انُہوں نے امام باقر□ اور آپ نے اپنے والد گرامی امام سجاد سے نقل کی ہے اور اس طرح ”الاستعیاب“ میں امام باقر□ کی روایت اور ”سنن الکبریٰ“ میں حسن بن حسن کی روایت کی سند کے بارے میں مطالب کو بیان کریں گے۔

اس کے بعد دوسری اسناد کو بھی مفصل بیان کریں گے اور برہان ودلیل کے ذریعہ مخالفین کا راستہ روک دیں گے کہ وہ ان روایات سے استدلال کریں "السنن الکبری بہیقی" میں ان روایات کو حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے امام باقر□ اور انہوں نے اپنے والدگرامی امام سجاد□ سے نقل کی ہے۔

اس روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی احمد بن عبدالجبار بھی موجود ہے جس کے بارے میں اہل سنت کے محقق یوں رقمطراز ہیں:

احمد بن عبدالجبار ماہرین رجال کی نظر میں

احمد بن عبدالجبار کے بارے میں علماء رجال کچھ اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں:

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے روایت لکھی ہے، لیکن میں نے لوگوں کو اس کی بہت زیادہ مخالفت کرتے ہوئے دیکھا۔ چنانچہ میں نے اسے نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔

ابن معین کہتے ہیں کہ وہ کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔

ابو احمد حاکم بھی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ احمد بن عبدالجبار علماء رجال کے نزدیک قابل اعتماد نہیں اسی وجہ سے ابن عقدہ نے اسے سے روایات نقل نہیں کی ہیں۔ ابن عدی بھی

اس کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمام علماء عراق کا اتفاق رائے ہے کہ وہ ضعیف ہے..... [1]

یونس بن بکیر ماہرین رجال کی نظر میں

مذکورہ روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی یونس بن بکیر بھی ہے۔ جس کے بارے میں علماء رجال کچھ اس طرح کہتے ہیں:

اجری، ابی داؤد سے نقل کرتا ہے کہ یونس بن بکیر میرے نزدیک حجت نہیں ہے وہ

ابن اسحاق سے روایت کو نقل کرتا ہے اور اس میں وصل کرتا تھا۔

نسائی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ نقل حدیث میں یونس قوی نہیں ہے۔ ایک اور مقام پر نسائی کہتے ہیں کہ یونس نقل حدیث میں ضعیف ہے۔

جوزجانی، یونس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس کی حدیث میں دقت اور غور و فکر سے کام لیا جائے۔ ساجی کہتا ہے کہ ابن مدینی، یونس سے روایت نقل نہیں کرتے ہیں جبکہ وہ اہل سنت کے نزدیک راست گو اور سچا ہے۔

---

[1]۔ تہذیب التہذیب: ۴۷/۱۔

احمد بن حنبل اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ لوگ جس طرح اس سے متنفر اور دور تھے کسی اور میں نہیں دیکھے گے۔ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف راوی تھا۔

ساجی کہتا ہے کہ یونس ایک راست گو شخص تھا اس میں صرف یہ کمزوری تھی کہ وہ اُمراء کی پیروی کرتا تھا اور مرجعہ[1] مذہب کا پابند تھا۔[2]

محمد بن اسحاق کے بارے میں جو مطالب ذکر کئے گئے ہیں ان سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم نے دوسرے مطالب بیان کئے ہیں۔

عمرو بن دنیار ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایات کو ابن عبدالبر اور ابن حجر نے بھی اپنی سند کے ساتھ امام باقر □ سے نقل کیا ہے اور اس کے سلسلہ سند میں ایک راوی عمرو بن دینار بھی ہے اور ہم اس کے بارے میں بعض علماء رجال کے نظریات کو ذکر کرتے ہیں۔

میمونی، احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن دینار نقل روایت کے لحاظ سے

ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

---

[1]۔مسلمانوں کا ایک گروہ جس کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ ضرر و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

[2]۔تہذیب التہذیب: ۳۸۳/۱۱۔

اسحاق بن منصور، ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ علماء رجال کی نظر میں قابل توجہ نہیں ہے۔

یعقوب بن شیبہ بھی اُن سے نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن دینار کی حدیث قابل اہمیت نہیں ہے۔

عمرو بن علی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ نقل روایت کے لحاظ عمرو کی احادیث ضعیف ہیں اور اس نے سالم سے اور وہ ابن عمر سے اور وہ رسول خدا ؐ سے منکر احادیث کو نقل کرتا ہے۔

یہی گفتگو ابو حاتم نے بھی نقل کی ہے اور مزید کہتے ہیں کہ اُس کی تمام احادیث منکر ہیں۔

ابو زرعہ، عمرو کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُس کی حدیث قابل اہمیت نہیں ہے۔

بخاری کہتے ہیں کہ اُس کے بارے میں غور و فکر سے کام لینا چاہئے۔

ابو داؤد اُس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ قابل توجہ نہیں ہے۔

ترمذی کہتے ہیں کہ وہ نقل حدیث میں قوی نہیں ہے۔

نسائی، عمر کے بارے میں اس طرح اظہار نظر کرتے ہیں کہ وہ موثق نہیں چونکہ وہ سالم سے منکر حدیث روایت کرتا ہے۔

ایک اور تعبیر میں کہتے ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ضعیف ہے۔

جوزجانی اوردار قطنی بھی اس کے بارے میں اس طرح اظہار نظر کرتے ہیں۔

ابن حبان کہتا ہے کہ جو بھی اُس کی لکھی ہوئی احادیث پر نگاہ کرے گا تعجب کرے گا کہ وہ جھوٹی احادیث کو قابل اعتماد راویوں سے نقل کرتا ہے۔

بخاری بھی اپنی کتاب الاوسط میں اُس کے بارے میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

اس کی روایات کی پیروی کی جاسکتی ہے اورنہ ہی معتبر سمجھنا چاہئے۔

ابن عمار موصلی ، عمروکے بارے میں کہتے ہیں کہ نقل حدیث کے معاملے میں وہ ضعیف ہے۔

ساجی بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ضعیف ہے ، چونکہ سالم سے منکر حدیث نقل کرتا ہے۔[1]

عمروبن دینار کی شخصیت کے بارے میں علماء رجال کے چند ایک نظریات ذکر کئے گئے ہیں لہذا یہ روایات معتبر نہیں ہیں اوردوسرا یہ ہے کہ سفیان بن عینیہ بھی اس روایت کی سند میں موجود ہے۔

---

[1] ـتہذیب التہذیب: ٢٧/٨۔

سفیان بن عینیہ ماہرین رجال کی نظر میں

بیہقی نے بھی اس روایت کو حسن بن حسن کی سند سے اورانہوں نے والد گرامی سے نقل کی ہے اوراس روایت کے رُواۃ میں سفیان بن عینیہ بھی شامل ہے ، جس کے بارے میں محققین کچھ یوں کہتے ہیں :

ابن عمّار کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن سعید قطّان سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تم گواہ رہو کہ سفیان بن عینیہ ۱۹۷ھق میں اپنی عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا لہذا جس نے بھی اس سال میں یا اس کے بعد اُس سے کوئی حدیث سُنی ہے تو وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے ابن عمار کی کلام (جس میں اُنہوں نے ذھبی کے اشکال کا جواب دیا ہے) کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس بات کو صرف ذھبی نے ہی نقل کیا ہے اور ممکن ہے کہ یحیٰ بن سعید نے اُسی سال حجاج کے گروہ سے یہ بات سُنی ہو اورچونکہ اُن کی تعداد بہت زیادہ تھی لہذا اُن پر اعتماد کرتے ہوئے اُسے قبول کر لیا ہو۔

ابو سعد بن سمعانی (تاریخ بغداد کے ذیل میں) اسماعیل بن ابی صالح موذن کے حالات زندگی میں عبد الرحمان بشر بن حکم سے قوی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن سعید سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابن عینیہ سے کہا کہ تو نے احادیث کو لکھا ہے اور اب جب اُن سے روایت کر رہے ہو

تواُن کی سند میں کم و زیادتی سے کام لے رہے ہو؟تواُس نے جواب میں کہاکہ جس طرح تو نے مجھ سے پہلے حدیثیں سُنی تھیں اُسی طرح اُنہیں نقل کرو چونکہ اب میں ضعیف اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔

ابو معین رازی نے احمد بن حنبل کی کتاب الایمان میں جو اضافہ کیا ہے اُس میں لکھتے ہیں کہ ہارون بن معروف نے احمد سے کہاکہ عمر کے آخری ایام میں ابن عینیہ کی حالت دگرگون ہو گئی تھی، لہذا سلیمان بن حرب نے بھی اُس سے کہا ہے کہ ابن عینیہ نے ایوب سے اکثر روایات کو نقل کرنے میں اشتباہ کیا ہے۔[1]

وکیع بن جراح ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایت کے رُواۃ میں سے ایک اور راوی وکیع بن جراح ہے، ذھبی نے میزان الاعتدال میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور احمد بن حنبل سے اس کے بے اعتبار اور مذمت پر مشتمل موارد کو ذکر کیا ہے (جیسے کہ اسلاف کو گالیاں دینا، شراب خوری اور باطل فتوی دیناوغیرہ)[2]

---

[1]۔تہذیب التہذیب: ۱۰۸/٤، ۱۰۹۔

[2]۔میزان الاعتدال: ۱۲۷/۷۔

خطیب بغدادی نے اپنی سلسلہ سند کے ساتھ نعیم بن حماد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے شام کا کھانا یا ناشتہ وکیع کے ہاں تناول کیا تو اس نے کہا کہ تمہارے لئے بوڑھوں والی شراب یا جوانوں والی کون سے لاؤں؟

تو میں نے کہا کہ آپ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں؟

تو اُس نے کہا کہ میری نظر میں آب فرات سے حلال تر و پاکیزہ ہے۔[1]

ابن حجر نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ وکیع نے پانچ سو احادیث میں اشتباہ کیا ہے۔[2]

ابن حجر نے محمد بن نصر مروزی سے نقل کیا ہے کہ وکیع آخری ایام زندگی میں زبانی حدیثیں نقل کرتا تھا اور اُن کی عبارتوں میں تبدیلی لاتا تھا۔[3]

ابن جُریح ماہرین رجال کی نظر میں

اس حدیث کے راویوں میں ابن جُریح بھی ہے، ابن حجر اس کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں کہ مالکؒ کہتا ہے: ابن جُریح

---

[1]۔تاریخ بغداد: ۴۷۷/۱۳۔

[2]۔تہذیب التہذیب: ۱۱۱/۱۱۔

[3]۔تہذیب التہذیب: ۱۱۴/۱۱۔

نقل حدیث میں اُس شخص کی طرح ہے جو رات کی تاریکی میں لکڑیاں جمع کرتا ہے۔[۱]

ابن معین کہتا ہے کہ جو روایات اُس نے زہری سے نقل کی ہیں وہ قابل توجہ نہیں ہیں۔

احمد کہتے ہیں کہ جب ابن جُریح کہے فلاں نے کہا، فلاں نے کہا، اور میں کہتا ہوں تو اس وقت وہ منکر روایات کو نقل کرتا ہے۔

یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ جس وقت بھی ابن جُریح کہے کہ فلاں نے کہا تو اُس کی بات کی کوئی اہمیت نہ ہو گی۔ابن مدینی کہتا ہے کہ میں نے یحیی بن سعید سے ابن جُریح کی عطاء خراسانی سے منقول روایات کے بارے میں دریافت کیا۔تو اُس نے کہا کہ ایسی روایات ضعیف ہیں۔

میں نے یحیی سے کہا کہ ابن جُریح کہتا ہے کہ عطاء خراسانی نے میرے لئے روایات کو نقل کیا ہے۔تو یحیی نے کہا اُس کی گفتگو قابل توجہ نہیں ہے اور اُس کی ایسی روایات ضعیف ہیں چونکہ عطاء نے صرف اُس کو کتاب سپرد کی تھی۔ابن حبّان کہتے ہیں کہ ابن جُریح تدلیس کرتا ہے۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ابن جُریح کی تدلیس اور فریب کاری سے پرہیز کریں چونکہ اُس کا فریب بہت بُرا ہے۔[۱]

۱۔علمی کتب میں یہ ضرب المثل حق و باطل، جھوٹ و سچ خلط ملط کرنے سے کنایہ ہے۔

ذھبی میزان الاعتدال میں ابن جُریج کے حالات زندگی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ نقل حدیث میں تدلیس کرتا ہے۔ (۲)

ابن حجر اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ ابن جُریج نقل حدیث میں تدلیس اور بہ طور مرسل روایت کرتا ہے۔ (۳)

بلکہ ان تمام سے اہم ترین بات یہ ہے کہ احمد بن حنبل اُس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ابن جُریج نے جن احادیث کو مرسل نقل کیا ہے وہ من گھڑت ہیں چونکہ وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ انہیں کہاں سے نقل کر رہا ہے۔ (٤)

ابن ابی ملکیہ ماہرین رجال کی نظر میں

اس کا نام عبداللہ بن عبیداللہ ہے اور اس کے غیر معتبر ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ابن زبیر کی طرف سے قاضی اور اس کا خاص موذن تھا۔ (٥)

ایک مرتبہ پھر ہم حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور سلسلہ سند میں موجود راویوں کا سرسری جائزہ لیتے ہیں۔

---

[١]۔تہذیب التہذیب: ٦/ ٣٥٤۔٣٥٥۔

[٢]۔میزان الاعتدال: ٤/ ٤٠٤۔

[٣]۔تقریب التہذیب: ١/ ٦١٧۔

[٤]۔میزان الاعتدال: ٤/ ٤٠٤۔

[٥]۔تہذیب التہذیب: ٥/ ٢٧٢۔

ابن سعد کی روایات میں اور جو روایات ابن حجر نے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں اُن میں سے ایک وکیع بن جراح ہے کہ جس کے حالات زندگی ہم ذکر کر چکے ہیں۔

ہشام بن سعد ماہرین رجال کی نظر میں

اس واقعہ کے من جملہ راویوں میں ہشام بن سعد بھی ہے ۔ذھبی میزان الاعتدال میں اُس کے حالات زندگی کے بارے میں رقم طراز ہیں:

احمد اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہشام حافظ [1] نہیں تھا اور دوسری طرف یحیی بن قطان اُس سے روایت نقل نہیں کرتا ہے ۔ذھبی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ احمد ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ ہشام کی احادیث میں کوئی بھی حدیث محکم اور یقین آور نہیں ہے۔

ابن معین اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُس کی احادیث نہ بہت زیادہ قوی ہیں اور نہ ہی ترک کرنے کے قابل ہیں۔

نسائی اس کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ نقل حدیث کے معاملے میں ہشام ضعیف ہے۔ ایک اور عبارت میں کہتے ہیں کہ نقل حدیث میں ہشام قوی نہیں تھا۔

---

[1]۔بعض علماء حدیث شناسی کے اقوال کی روشنی میں حافظ اُسے کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث سند کے ساتھ حفظ ہو۔

ابن عدی اُس کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ باوجود اس کے ہشام نقل حدیث میں ضعیف تھا لیکن اُس کی حدیثیں لکھنے کے قابل ہیں۔

ابن حجر، ہشام کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ دوری، ابن معین سے نقل کرتا ہے کہ نقل

حدیث میں ہشام ضعیف ہے۔

ابو حاتم بھی اُس کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہشام کی حدیث لکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن اُن سے حجت اور استدلال کی صلاحیت نہیں ہے۔

ذھبی مزید کہتے ہیں کہ ابن عبدالبرّ نے اُس کا نام اس حصہ میں ذکر کیا ہے کہ جو راوی ضعیف ہیں لیکن اُن کی روایات لکھنے کے قابل ہیں۔

اور یعقوب بن سفیان نے بھی اس کو من جملہ ضعفاء میں شمار کیا ہے۔

ابن سعد ہشام کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ وہ بہت زیادہ احادیث نقل کرتا ہے لیکن اُس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اور اس کا جھکاؤ تشیّع کی طرف ہے۔[1]

---

[1] ۔میزان الاعتدال: ۸۱/۷؛ تہذیب التہذیب: ۳۷/۱۱، ۳۸۔

ابن وہب ماہرین رجال کی نظر میں

وہ روایت جو ابن عبدالبر اور ابن حجر نے اپنی اسناد سے عمر بن خطاب کے غلام اسلم سے نقل کی ہیں۔ اُن میں ابن وہب کا نام بھی آیا ہے، لہذا اُس کے حالات زندگی کا جائز لیتے ہیں۔

ابن وہب، وہی عبداللہ بن وہب قریشی ہے وہ مصر کا رہنے والا اور قریش کا ہم پیمان تھا۔

ابن عدی نے اُس کو الکامل فی الضعفاء [1]

اور ذھبی نے میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے۔[2] ابن معین نے بھی اُس کی مذمت میں گفتگو کی ہے۔[3]

ابن سعد، ابن وہب کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ تدلیس کرتا ہے۔[4]

احمد بن حنبل اُس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو حدیثیں ابن وہب نے ابن جُریح سے نقل کی ہیں وہ قابل تامل ہیں۔ ابو عوانہ اس گفتار کی تائید میں کہتے ہیں کہ احمد نے صحیح کہا ہے، کیونکہ ابن

---

[1]۔ کامل فی الضعفاء: ۳۳٦/۵۔

[2]۔ میزان الاعتدال: ۲۲۳/٤۔

[3]۔ الکامل فی الضعفاء: ۳۳٦/۵، ۳۳۷، میزان الاعتدال: ۲۲۳/٤، ۲۲٤۔

[4]۔ تہذیب التہذیب: ٦۷/٦، ٦۸۔

وہب نے ایسے مطالب نقل کیے ہیں کہ جو اُسکے علاوہ کسی نے بیان نہیں کئے ہیں۔[1]

موسیٰ بن علی لخمی ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایت کو خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ لیث بن سعد سے اور وہ موسیٰ بن علی بن رباح لخمی سے اور اُنہوں نے اپنے باپ سے اور وہ عقبہ بن عامر جہنی سے نقل کرتے ہیں۔ لہذا ان راویوں کے بارے میں تحقیق کرنی چاہئے۔

سیوطی کے کہنے کے مطابق موسیٰ بن لخمی ۱۵۵ھق سے لے کر ۱۶۱ھق تک مصر کا گورنر تھا۔[2]

ابن حجر اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ موسیٰ ۱۶۱ھق سے مصر کی امارت پر فائز تھا۔[3] سمعانی، موسیٰ لخمی کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ وہ مصر کا والی تھا۔[4]

ابن معین اُس کے بارے میں اپنی نظر کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ موسیٰ سے نقل حدیث قوی نہیں ہے۔

۱۔ ایضاً: ٦/٦٧۔

۲۔ حسن المحاضرہ: ۲/۱۲۔

۳۔ تہذیب التہذیب: ۱۰/۳۲۳۔

٤۔ الانساب: ٥/١٣٤۔

ابن عبدالبر اس کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ جو روایات صرف موسیٰ سے نقل ہوئی ہیں وہ قوی سند نہیں ہیں۔[۱]

علی بن رباح لخمی ماہرین رجال کی نظر میں

ابن حجر نے علی لخمی کے حالات زندگی تحریر کیے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔وہ نمائندہ کے عنوان سے معاویہ کے یہاں آیا۔

۲۔وہ کہتا تھا کہ جو مجھے عَلِی کے نام سے بلائے گا میں راضی نہیں ہوں!! چونکہ میرا نام عُلَی ہے۔

۳۔وہ عبدالعزیز کے ہاں خاص قدر و منزلت کا مالک تھا۔ یہاں تک کہ عبدالعزیز نے اُس پر غصہ کا اظہار کرتے ہوئے افریقہ کی جنگ کے لئے بھیج دیا اور وہی دنیا سے چل بسا۔[۲]

عقبہ بن عامر جہنی ماہرین رجال کی نظر میں

عقبہ کی مذمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ

۱۔اُس کا شمار معاویہ بن سفیان کے کارندوں اور گورنروں میں ہوتا ہے......

---

[۱]۔تہذیب التہذیب: ۳۲٤/۱۰۔

[۲]۔تہذیب التہذیب: ۲۷۱/۷، ۲۷۲۔

سمعانی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ عقبہ فتح مصر کے موقع پر حاضر تھا اور اسی نے وہاں کی زمین کی پیمائش کی۔

٤٤ھق میں عتبہ بن سفیان کے مرنے کے بعد مصر میں معاویہ کی فوج کی سپہ سالاری ہاتھ میں لی۔پھر معاویہ نے ٤٧ھ میں بحری جنگ کے لئے روانہ کیا۔[۱]

ابن حجر عقبہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ٤٤ھق میں معاویہ کی جانب سے اُس کو مصر کی گورنری ملی۔[۲]

سیوطی نے بھی اسی طرح کہا ہے۔[۳]

۲۔وہ عمار بن یاسر کا قاتل (یاقاتلیں) میں سے تھا۔

ابن سعد اس سلسلہ میں رقمطراز ہے کہ عمار رحمۃ اللہ علیہ ۹۱ سال کی عمر میں قتل کیے گئے۔اُن کی ولادت رسول اکرم ﷺ سے پہلے تھی۔ ”جنگ صفین میں “تین آدمی عقبہ بن عامر جہنی، عمر بن حارث خولانی اور شریکؒ بن سلمہ مرادی عمار کے مقابلہ میں آئے۔

جب وہ عمار کے مدمقابل آئے تو عمار نے اُنہیں مخاطب ہو کر کہا کہ خدا کی قسم!

---

[۱]۔الانساب: ۱۳٤/۲۔

[۲]۔تہذیب التہذیب: ۲۰۹/۷، ۲۱۰۔

[۳]۔حسن المحاضرہ: ۸/۲۔

اگر تم نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں ہجر کے نخلستان تک پسپا کر دیا تو مجھے یقین ہے کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو۔

اسی اثناء میں وہ عمار پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شہید کر دیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عقبہ بن عامر، عمار کا قاتل ہے۔

۳۔ اُس نے عثمان کے دستور کے مطابق عمار کو طمانچے مارے۔

ابن سعد مذکورہ گفتار کے بعد کچھ اس طرح رقمطراز ہے:

عقبہ وہ ہے جس نے عثمان کے کہنے پر عمار کو طمانچے مارے۔

جو کچھ ذکر کیا جا چکا ہے اُس کی روشنی میں لیث بن سعد اور روایت خطیب بغدادی کے دوسرے رُواۃ کے حالات زندگی کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[۱]

عطا خراسانی ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایت کے رُواۃ میں سے ایک راوی عطا خراسانی ہے بخاری نے اپنی کتاب الضعفاء الصغیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔[۲] ابن حبان نے اس کو کتاب المجروحین میں ذکر کیا ہے۔[۳]

۱۔ الطبقاب الکبریٰ: ۱۹۶/۳۔

۲۔ الضعفاء الصغیر: ۱۷۸، ۱۷۹۔

۳۔ کتاب المجروحین: ۱۳۰/۲، ۱۳۱۔

عقیلی نے اس کو کتاب الضعفاء الکبیر میں ذکر کیا ہے۔[1]

ذھبی نے اس کے حالات زندگی کے بارے میں اپنی دو کتابوں میزان الاعتدال اور المغنی فی الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔[2]

سمعانی، عطا خراسانی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُس کا حافظہ ضعیف تھا، کثیر الخطائ، اور اشتباہ کرتا تھا اور خود بھی متوجہ نہیں ہوتا تھا یہ روایات اُسی سے نقل ہوئی ہیں۔جب اُس کی روایات میں اسی قسم کی چیزیں کثرت سے پائی گئیں تو اُن کی حجت ساقط اور قابل استدلال نہیں رہیں۔[3]

اس کے علاوہ اُس کے یہ روایت منقطع ہے چونکہ عطاء ۵۰ھق میں پیدا ہوا اور ۱۳۳ھ یا ۱۵۰ھ میں فوت ہوا لہذا اس نے یقینا اس روایت کو کسی دوسرے شخص سے نقل کیا ہے ۔لیکن جس کا نام ذکر نہیں کیا۔

محمد بن عمر واقدی ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایت کے ایک راویوں میں سے محمد بن عمر واقدی ہے ۔علم رجال کے ماہرین نے اس کے بارے میں بہت زیادہ بحث کی ہے۔

---

[1] ۔الضعفاء الکبیر: ۴۰۵/۳۔

[2] ۔میزان الاعتدال: ۹۲/۵؛ المغنی فی الضعفائ: ۵۹/۲۔

[3] ۔الانساب: ۳۳۷/۲۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ بہت جھوٹا ہے اور احادیث کو صحیح نقل نہیں کرتا۔
بخاری اور ابو حاتم اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ محمد بن عمر ایک متروک الروایت آدمی ہے ۔اسی طرح ابو حاتم اور نسائی کہتے ہیں کہ وہ حدیث جعل کرتا ہے۔
ابن راہویہ کہتے ہیں کہ میری نظر میں کہ وہ اُن لوگوں میں سے ہے جو حدیث جعل کرتا ہے ۔ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور قابل اطمینان نہیں۔
دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ضعیف ہے۔
ابن عدی کہتے ہیں کہ اُس کی احادیث محفوظ اور مکتوب نہیں ہیں اور وہ قابل اعتماد
نہیں ہیں ۔سمعانی کہتے ہیں کہ اُس کے بارے میں بہت چہ میگوئیاں کی گئی ہیں۔
ابن خلکان کہتے ہیں کہ علماء رجال نے اُس کو نقل احادیث میں ضعیف قرار دیا ہے اور اُس کے بارے میں مختلف نظریات ہیں۔

یافعی کہتے ہیں کہ علماء حدیث نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ذھبی کہتے ہیں کہ اُس کی روایات کو ترک کرنے میں علماء متفق ہیں۔[1]

عبدالرحمان بن زید ماہرین رجال کی نظر میں

اس حدیث کا ایک اور راوی عبدالرحمان بن زید ہے۔

ابو طالب کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل ، عبدالرحمان بن زید کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نقل حدیث کے معاملہ میں ضعیف ہے۔

عبداللہ ابن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ اُنہوں نے عبدالرحمن کو ضعیف قرار دیا ہے اور وہ کہتے تھے کہ منکر احادیث کی روایت کرتا ہے۔

دوری کہتے ہیں کہ ، ابن معین ، عبدالرحمان کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ اُس کی روایت قابل توجہ نہیں۔

بخاری اور ابو حاتم اُس کے بارے میں کہتے ہیں کہ علی بن مدینی نے اس کو
انتہائی ضعیف کہا ہے۔

---

[1]۔ ملاحظہ کریں : میزان الاعتدال : ۲۷۳/٦؛ المغنی فی الضعفاء : ۳٥٤/۲؛ الکاشف: ۳ /٦٥؛ مراۃ الجنان: ۳٦/۲؛ الانساب: ٥٦۷/٥؛ تقریب التہذیب: ۱۱۷/۲؛ طبقات الحفاظ: ۱٤۹اور دوسرے ماخذ و مدارک۔

نسائی اور ابوزرعہ، عبدالرحمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ باب حدیث میں ضعیف ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عبدالرحمان نقل حدیث میں قوی نہیں ہے۔ابن حبان، عبدالرحمان کے بارے میں کچھ یوں اظہار کرتے ہیں۔

وہ نادانی کی بناپر روایات نقل کرتا ہے، بسااوقات مرسل احادیث کو مرفوع احادیث کی شکل میں اور موقوف احادیث اسناد کے ساتھ نقل کردیا کرتا تھا اسی وجہ سے اس کی روایات کو ترک کردینا ہی مناسب ہے۔ابن سعد کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ روایت نقل کرتا ہے، لیکن باب حدیث میں واقعاً ضعیف ہے۔

ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمان وہ ہے جس کے حافظہ کی ناتوانی کی وجہ سے اہل علم اُس کی روایات کو قابل استدلال نہیں جانتے ہیں۔حاجی کہتے ہیں کہ اُس کی روایات منکر ہیں۔طحاوی کہتے ہیں کہ اُس کی روایات ماہرین حدیث کے نزدیک انتہائی ضعیف ہیں۔حاکم اور ابونعیم کہتے ہیں کہ عبدالرحمان نے اپنے باپ کی جھوٹی حدیثیں نقل کی ہیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ علماء رجال اُس کے ضعف پر اتفاق نظر رکھتے ہیں۔[1]

زیدبن اسلم ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایت کا ایک اور راوی زیدبن اسلم ہے۔علماء رجال نے اس کے حالات زندگی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ وہ جابر بن عبداللہ انصاری اورابوہریرہ سے روایات کو نقل کرتا ہے ۔جبکہ ابن معین کہتے ہیں کہ زید نے کوئی بھی روایت جابر اورابوہریرہ سے نہیں سنی تھی۔

اسی طرح دوسرے اصحاب کے مطالب کو بھی اُس کی طرف نسبت دی گئی ہے ، جن کا مفہوم یہ ہے کہ زید نے ایسے افراد سے احادیث نقل کی ہیں کہ جن سے کبھی بھی روایات کو نہیں سنا۔

ابن عبدالبرّ نے اس نکتہ کی وضاحت کی ہے اور ابن حجر نے اُس سے نقل کرتے ہوئے اس کو سراہا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ابن عبدالبّر نے کتاب التمہید کے مقدمہ میں کچھ مطالب بیان کئے ہیں کہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ زید باب حدیث میں تدلیس کرتا ہے۔

---

[1]۔ تہذیب التہذیب : ۱۶۲/۶، ۱۶۳۔ان مطالب کے ساتھ ساتھ دوسرے محققین کے نظریات بھی موجود ہیں۔

مذکورہ مطالب کے علاوہ ابن عمر سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ زید میں ایک بہت بڑا عیب ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے اور یہ کام کثرت سے کرتا ہے۔[1]

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں بعض ایسے رواۃ ابن عبدالبر، ابن حجر اور ابن وہب کے مابین واقع ہوئے ہیں کے حالات زندگی بیان کرنے سے چشم پوشی کی ہے۔

زبیر بن بکار ماہرین رجال کی نظر میں

اس روایت کو ابن حجر نے الاصابہ میں زبیر بن بکار سے نقل کیا ہے۔

زبیر بن بکار مکہ کا قاضی تھا اور اس کا شمار اُن لوگوں میں تھا جو امیرالمومنین □ اور اہل بیت علیہم السلام سے منحرف تھے۔ لہذا اس خصوصیت کی وجہ سے اہل سنّت کے نزدیک بھی قابل مذمت ہے اور وہ ٢٥٦ھ میں فوت ہوا۔ ابن ابی حاتم سے نقل ہوا کہ میں نے زبیر کو دیکھا ہے، لیکن اُس سے کوئی حدیث نہیں لکھی ہے۔

احمد بن علی سلیمانی نے زبیر بن بکار کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی حدیث منکر ہے[1] اور مزید یہ ہے کہ ابن حجر کی روایت زبیر سے مرسل نقل ہوئی ہے۔

---

[1]۔ تہذیب التہذیب: ٣٤٥/٣۔٣٤٦۔

وفات عمر کے بعد ام کلثوم کے عقد والی روایات کی تحقیق

جو کچھ بیان ہوا ہے یہ اصل واقعہ کے ساتھ مربوط تھا ۔ ماہرین علم رجال کی تحقیق کی روشنی میں یہ بات آشکار ہو جاتي ہے کہ اس حکایت کی کوئی بنیاد اور اساس نہیں ہے۔

اب ہم اُن روایات کی تحقیق کریں گے کہ جو یہ بیان کرتي ہیں کہ ام کلثوم نے عمر کی وفات کے بعد عقد کیا تھا۔

اہل سنت کے مآخذ میں جو روایات ام کلثوم کے حالات زندگی میں نقل کی گئی ہیں کہ جن کے باعث امیر المومنین□ نے عمر کے انتقال کے بعد ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر کے ساتھ کیا تھا......

اس روایات کا اصل اور اساسی مقام کتاب "الذریۃ الطاہرہ" ہے جس کی بناء پر دوسری کتب، "اسد الغابہ"، "الاصابہ"، "ذخائر العقبی[1]" اور دیگر مآخذ..... بھی اس کتاب سے نقل کرتے ہیں۔

---

[1]۔تہذیب التہذیب: ۲۷۸/۳۔

اس روایت کو حسن بن حسن سے... کی سند سے احمد بن عبدالجبار؛ یونس بن بکیر؛ ابن اسحاق؛ نے حسن بن حسن سے ...روایت نقل کی ہے۔

البتہ ہم اس روایت کی سند کے بارے میں پہلے گفتگو کر چکے ہیں۔

اس روایت کو دولابی نے اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب زہری[1] (جو اہل بیت علیہم السلام سے منحرف ہونے میں مشہور تھا) سے نقل کیا ہے۔

ہم اس تحقیق میں اس سند کے دوسرے رُوات کے بارے میں چشم پوشی کرتے ہوئے صرف اس نکتہ کی طرف قارئین محترم کی توجہ کرائیں گے کہ ابن منیع جس نے (زُہری سے روایت نقل کی ہے) ہشام بن عبدالملکؔ کا برادر نسبتی تھا۔[2]

ام کلثوم کی وفات کے متعلق روایات کی تحقیق

جو روایات ام کلثوم کی وفات کے بارے میں ہم تک پہنچی ہیں انہیں ابن سعد نے اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں نقل کیا

---

[1]۔ ہم نے جو کتابچہ حضرت علی □ کی جانب سے ابوجہل کی بیٹی کی خواستگاری کے سلسلہ میں لکھا ہے، اس کی جانب رجوع کیا جائے۔

[2]۔تہذیب التہذیب: ۱۳/۷۔

ہے ہم پہلے اس کی سند کا سرسری جائزہ لیں گے اور بعد میں اس کی دلالت کی تحقیق کریں گے۔

اس میں کوئی شك نہیں ہے کہ اس روایت کی سند کا عمدہ حصہ عامر شعبی پر ختم ہوتا ہے۔لہذا ہم اس کے حالات زندگی بیان کرتے ہیں۔

عامر شعبی کے مختصر حالات زندگی

عمر کی خلافت سے ابھی چھ سال باقی تھے کہ عامر شعبی پیدا ہوا اور ۱۰۰ھق کے بعد اس جہاں سے کوچ کر گیا اس لئے اس کی روایت مرسل ہے۔

اس کا شمار امیر المومنین □ کے منحرفین میں ہوتا ہے۔ایك دفعہ حجاج کے پاس آیا اور امیر المومنین کی بدگوئی کیا اور آپ کی شان میں گستاخی کی۔!!

حسن بصری اس کی اس حرکت سے ناراض ہوئے اور اسے وعظ و نصیحت کی۔[1]

علی □ کے ساتھ یہی کینہ اور دشمنی تھی کہ اس نے کہا کہ علی □ نے قرآن نہیں پڑھا تھا اور نہ ہی حفظ کیا تھا۔!!

اس کی اس غیر معقول بات پر کچھ افراد اس کے مقابل میں آگئے اور اس کی بات کی سختی سے تردید کی۔[1]

---

[1]۔احیاء العلوم: ۳۴۶/۲۔

اہل بیت علیہم السلام سے اس کی دشمنی کا اظہار اس نے درج ذیل مضامین پر مشتمل روایات کو جعل کر کے کیا ہے:

۱۔ابوبکر نے فاطمہ بنت محمد پر چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی۔!!

۲۔جس وقت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا علی نے انہیں رات کو دفن کیا اور ابوبکر کے بازو کو تھام کر آگے کیا تاکہ نماز جنازہ پڑھائیں۔!!

اس روایت کا من گھڑت ہونا اس قدر واضح اور آشکار ہے کہ ابن حجر اس کے ذیل میں یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے۔[۲]

حارث ہمدانی جیسی شخصیت کو جھوٹا کہنا یہ بھی اس کی دشمنی کا شاخسانہ ہے (یہ صرف حارث کے شیعہ ہونے کی وجہ سے تھا) اور اس پر بعض افراد نے اعتراض بھی کیا ہے۔

ابن حجر اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ ابن عبدالبر اپنی "العلم" نامی کتاب میں ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ شعبی نے حارث کی تکذیب کی ہے۔وہاں پر لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں شعبی کی جانب سے حارث کی تکذیب اور اسے دروغگو کہنے پر شعبی کو سزا دینا

---

[۱]۔غایۃ النہایۃ فی طبقات القرائ: ۵۴۱/۱۔

[۲]۔الاصابۃ: ۲۶۷/۸۔

چاہئے۔اس لئے کہ حارث نے کبھی بھی کذب بیانی سے کام نہیں لیا اوراس کا جرم صرف اتنا ہے کہ علی □ کا گرویدہ تھا۔[1]

عمار بن ابی عمار کے حالات زندگی پر سرسری نظر

ان میں سے بعض روایات کی سند عمار بن ابی عمار پر تمام ہوتی ہے۔لہذا ہم اس کے حالات کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں تاکہ معلوم ہوسکے کہ بعض ائمہ جرح و تعدیل جیسے شعبہ بن حجاج، بخاری، ابن حبان اورکئی دوسرے علماء اس کی مذمت کرتے ہیں۔[2]

نافع کے حالات زندگی پر ایک اجمالی نظر

اس قسم کی بعض روایات کا سلسلہ سند ابن عمر کے غلام نافع پر منتہی ہوتا ہے۔اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کے حالات زندگی کا اجمالی جائز لیا جائے۔

اس کے بارے میں آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اس کو کہا کہ اے نافع! خدا سے ڈرو اور مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، جس طرح عکرمہ، ابن عباس پر جھوٹ باندھتا تھا۔

1۔تہذیب التہذیب: ۱۳۵/۲۔

2۔تہذیب التہذیب: ۳۴۱/۷؛ تقریب التہذیب: ۷۰۷/۱۔

عبداللہ بن عمر کی یہ بات نافع اور عکرمہ کے حالات زندگی کے بارے میں مشہور ہے۔ مزید یہ کہ نافع کے بارے میں احمد بن حنبل کی گفتگو بھی قابل توجہ ہے وہ کہتے ہیں کہ نافع کی ابن عمر سے منقول روایات منقطع ہیں۔[1]

عبداللہ بہّی کے حالات زندگی پر طائرانہ نگاہ

بعض روایات عبداللہ بہّی پر ختم ہوتي ہیں اور وہ وہی عبداللہ بن یسار ہے۔

ابن حجر اس کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ عبداللہ، معصب بن زبیر کا غلام تھا......لہذا اس کی روایت مرسل ہے۔ یہ شخص جب عائشہ سے روایت کرتا ہے تو کہتا ہے کہ عائشہ نے میرے لئے روایت نقل کی ہے جبکہ علماء نے اس کی تکذیب کی ہے اور کہا ہے کہ وہ صرف عروہ بن زبیر سے روایت نقل کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم اپنی کتاب "العلل" میں عبداللہ کا تذکرہ کیا ہے اور اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بہّی کی روایات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کی روایات مضطرب ہیں۔[2]

1۔تہذیب التہذیب: ۳۷۰/۱۰۔

2۔تہذیب التہذیب: ۸۲/۶-۸۳۔

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ام کلثوم کے بارے میں روایات کی اسناد کی تحقیق تھی۔ اس سلسلہ میں انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے اس روایت کے دوسرے روات کے حالات زندگی کو بیان نہیں کیا ہے۔

تیسرا حصہ

روایات کے متن

اور

ان کی دلالت کی

تحقیق

روایات کے متن اور ان کی دلالت کی تحقیق

اے حق کی جستجو کرنے والے! میرے پاس آؤ تاکہ اس داستان کے راویوں کی تحقیق کے بعد روایات کے متن اور ان کی دلالت پر بھی ایک نگاہ ڈالیں ...تاکہ نزدیک سے دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے مقاصد کو دیکھ سکیں کہ کس مقصد کی خاطر انہوں نے اس داستان کو گھڑا ہے۔ ہم اس تحقیق کو چند محور سے بیان کریں گے:

پہلا محور

مذکورہ روایات میں اس طرح آیا ہے کہ:

حضرت علی □ نے عمر کے ساتھ ام کلثوم کے عقد کی مخالفت اس لئے کی ہے کہ ان کی عمر کم تھی اور دوسرا یہ کہ وہ اپنی بیٹی کا عقد جعفر بن ابی طالب کے بیٹے کے ساتھ کرنا چاہتے تھے
۔

ابن سعد کی روایت میں اس طرح آیا ہے کہ علی □ نے فرمایا: میں نے اپنی بیٹی کا عقد جعفر کے بیٹوں کے ساتھ کرنا ہے۔ حاکم کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی میرے بھیجتے کے لئے ہے۔

ابن سعد کی دوسری روایات میں اس طرح آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ابھی نابالغ بچی ہے۔ابن عبدالبر، ابن اثیر اور دوسرے محدثین نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔بیہقی کی روایت میں آیا ہے کہ امام نے ارشاد فرمایا کہ وہ ابھی شادی کے قابل نہیں ہے۔

ان روایات میں اس کے علاوہ کوئی اور مطلب بیان نہیں ہوا ہے صرف اتنا ملتا ہے کہ عمر دوبارہ علی □ گھر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا عقد میرے ساتھ کر دیں۔خدا کی قسم! اس دھرتی پر مجھ سے بہتر کوئی نہیں.....

ان روایات کی روشنی میں امام نے بغیر کسی حیلہ و حجت کے اپنی بیٹی کو عمر کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اسے پسند کر سکے......!!

بعض روایات میں یہ اضافہ ہوا ہے کہ امام نے حکم دیا کہ اسے تیار کیا جائے چنانچہ بچی کا بناؤ سنگھار کر کے اسے آراستہ کیا گیا۔اس کے بعد امام نے اسے عمر کے پاس بھیج دیا.... تاکہ اگر وہ اسے پسند کر لیں اور راضی ہو جائیں تو ان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا جائے.......!!

یہ بات قابل تعجب ہے کہ اس واقعہ میں جب امام نے واضح اور قاطعانہ انداز میں عقد کو ٹھکرا دیا تھا تو پھر امام کے رویہ میں اتنی لچک کیسے پیدا ہو گئی کہ آپ اپنی پہلی بات سے منصرف ہو گئے اور ان کا نظریہ اس حد تک تبدیل ہو گیا؟

کون یہ یقین کر سکتا ہے ؟ کم از کم یہ موضوع غور وفکر کرنے کے قابل ہے۔

اگر بکھری روایات کو ملاحظہ کیا جائے تو محقق قارئین کے لئے حقائق واضح ہو جاتے ہیں وہ حقائق جنہیں قدیم اہل حدیث کی کتب میں پنہاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے ہم بعض روایات کو بیان کرتے ہیں:

ابن مغازلی (٤٨٣م) نے روایت اپنی سند سے عبداللہ بن عمر سے نقل کی ہے اس میں آیا ہے کہ عمر فراز منبر پر گئے اور کہا اے لوگو! خدا کی قسم! میں نے علی □ پر ان کی بیٹی کا عقد کرنے کی خاطر صرف اس لئے دباؤ ڈالا ہے کہ میں نے رسول خدا □ سے سن رکھا تھا کہ آپ □ نے فرمایا:

«کل سبب و نسب و صهر منقطع (یوم القیامه) الا نبی وصهری فانهما یا تیان یوم القیامة یشفعان لصاحبها»

قیامت کے دن ہر قسم کا حسب و نسب و دامادی ختم ہو جائے گی لیکن جب میرا حسب و نسب اور دامادی قائم رہے گی یہ دونوں قیامت کے دن آئیں گے اور اپنے صاحب کے لئے شفاعت کریں گے۔[1]

---

[1]۔مناقب الامام علی بن ابی طالب □، ابن مغازلی: ١٣٤۔١٣٥۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ نے صحابہ اور تابعین کو حیرت زدہ کر دیا تھا اور شہر میں عمومی طور پر اس واقعہ کے بارے میں بحث ہوتی تھی اور عمر مجبور ہوئے کہ علی الاعلان خواستگاری کی وجوہات کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور پھر خدا کی قسم کھا کر کہا کہ انہوں نے یہ خواستگاری صرف رسول خدا سے سنے ہوئے فرمان کی روشنی میں انجام دی ہے اور اس وجہ سے اس کام پر زور دیا ہے اور دباؤ ڈالا ہے...

لیکن اس روایت میں عمر کی جانب سے اصرار اور دباؤ ڈالنے کے بارے میں ذکر نہیں ہوا ہے اور نہ ہی یہ بات موجود ہے کہ انہوں نے کس انداز میں اصرار اور دباؤ ڈالا تھا اور پھر امیر المومنین کا عمل تھا؟!

خطیب بغدادی کی روایت میں آیا ہے:

عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب علیہما السلام سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے ہونے والی بیٹی کی خواستگاری کی اور اس سلسلہ میں کئی بار امیر المومنین کی خدمت میں آئے اور کہتے تھے کہ اے ابو الحسن ! جو چیز مجھے زیادہ آپ کے پاس لا رہی ہے وہ رسول خدا کا فرمان ہے جو میں نے ان سے سنا ہے.....

اس روایت میں واضح طور پر تصریح کی گئی ہے کہ عمر، علی بن ابی طالب کے پاس کئی بار آئے ہیں۔ بعض دوسری روایات

میں ایسے مطالب ملتے ہیں جو عمر کی جانب سے دھمکی دینے پر مشتمل ہیں ابن سعد کی ایک روایت میں آیا ہے:

جب امام نے عمر کو یہ جواب دیا کہ وہ ابھی بچی ہے تو عمر نے کہا کہ خدا قسم! تیرا یہ عذر نہیں ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تمہارا کیا مقصد ہے۔

دولابی اور محب طبری کی روایت جو انہوں نے ابن اسحق سے نقل کی ہے میں آیا ہے کہ عمر نے کہا کہ خدا کی قسم! تمہارا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ آپ میرے ساتھ اس کا عقد کرنا ہی نہیں چاہتے۔[1]

بعض روایات میں صریحاً بیان ہوا ہے کہ اس واقعہ میں "تازیانہ عمر" نے بھی مرکزی کردار انجام دیا ہے۔ دولابی اپنی سند کے ساتھ عمر کے غلام اسلم سے جو روایت کی ہے اس میں آیا ہے کہ عمر نے حضرت علی □ سے ام کلثوم کی خواستگاری کی تو علی □ نے عباس، عقیل اور حسن سے مشورہ کیا۔

عقیل غصہ میں آگئے اور علی □ کو کہا کہ زمانے کے گزرنے سے تیری عدم بصیرت میں ہی اضافہ ہوا ہے۔ خدا کی قسم! اگر تو نے اس کام کو انجام نہ دیا تو بہت برا ہوگا۔ علی □ نے عباس سے کہا کہ آپ کی یہ گفتگو نصیحت اور خیر خواہی کے

---

[1]۔ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی: ۲۸۶۔

لئے نہیں ہے بلکہ عمر کے تازیانے کے خوف کی وجہ سے ہے۔[۱]

دوسری طرف اس روایت کو زید بن اسلم نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے لیکن عقیل کی مخالفت اور ”تازیانہ عمر“ کی بات کو حذف کر دیا ہے اس روایت کو بیان کرتے ہیں: زید بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو اپنے پاس بلایا اور ان کے ساتھ مخفیانہ گفتگو کی اس کے بعد علی □ اس جگہ سے اٹھے اور صُفّہ (۳) کے مقام پر عباس، عقیل اور حسین کے

۳۔زمیں میں بلند جگہ جس کی چھت کھجور کے پتوں سے ڈھکی ہوتي ہے اور فقیر و غریب لوگوں کی آسائش کی جگہ ہے۔

ساتھ ام کلثوم کے عمر کے ساتھ عقد کے سلسلہ میں مشورہ کیا۔

علی □ نے کہا کہ عمر نے مجھے خبر دی ہے کہ میں نے رسول خدا □ سے سنا ہے کہ

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامه الا سببی و نسبی»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب کے سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔[۱]

۱۔الذریعہ الطاہرہ: ۱۶۰۔

ان باتوں کے علاوہ بعض روایات میں آیا ہے کہ امام □ نے امّ کلثوم کی کم سنی اور یہ کہنا کہ اس کا عقد اپنے بھیجتے سے کروں گا کے علاوہ عقد کی مخالفت یہ کہہ کر کی ہے کہ اس کے میرے علاوہ دو اور بھی ولی ہیں۔(۲)

اور اس سے مراد امام حسن □ اور امام حسین □ تھے روایت کی روشنی میں امیر المومنین علی □ نے حسن و حسین علیہما السلام و عقیل اور عباس کے ساتھ

بھی مشورہ کیا ہے۔ اسلم سے منقول روایت کے مطابق امام حسن □ نے سکوت اختیار کیا جو ان کی طرف سے رضامندی کی دلیل تھی۔

بلکہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ امام حسین □ نے سکوت اختیار کیا اور امام حسن □ نے یوں گفتگو کی سب سے پہلے حمد و ثنا خداوند عالم کو بجالائے اس کے بعد

یوں کہا: بابا جان! عمر سے بڑھ کر اس عقد کا اور کون حق دار ہو سکتا ہے۔

انہوں نے رسول خدا □ کی ہم نشینی اختیار کی ہے اور جس وقت رسول خدا □ کا انتقال ہوا وہ ان سے راضی تھے انہوں نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور عدالت کا قیام کیا۔!!

---

[1]۔حلیۃ الاولیائ: ۴۲/۲۔

[2]۔ذخائر العقبی: ۲۸۹۔

علی علیہ السلام نے کہا کہ بیٹا تم سچ کہہ رہے ہو لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم دونوں بھائیوں کی رائے لئے بغیر ہی عقد کردوں۔[۱]

یہ روایت بیہقی کی ابن ابی ملیکہ اوران کی حسن بن حسن سے منقول روایت سے منافات رکھتی ہے کیونکہ اس روایت میں آیا ہے کہ علی □ نے حسن و حسین علیہما السلام سے کہا اس کا عقد اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ کردو۔

انہوں نے کہا کہ وہ بھی دوسری عورتوں کی طرح ایک عورت ہے اوراپنے لئے انتخاب کا حق رکھتی ہے چنانچہ علی □ غضب ناک حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے لیکن امام حسن علیہ السلام نے ان کے دامن کو تھام لیا اور کہا کہ باباجان ہم آپ کے فراق کو برداشت نہیں کرسکتے۔ علی □ نے کہا کہ اس کا عقد عمر کے ساتھ کردو۔[۲]

اس کے بعد علماء کے ایک گروہ نے جان بوجھ کر اس واقعہ میں تحریف کرنے کی کوشش کی ہے۔ دقت کریں کہ بالکل اس طرح حسن بن حسن کی ام کلثوم کا عون بن جعفر کے ساتھ عقد والی روایت میں اختلاف کو بیان کیا گیا ہے اس حدیث میں آیا ہے: جب عمر کا انتقال ہو گیا اور ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب

۱۔ذخائر العقبی: ۲۸۹۔

۲۔السنن الکبری: ۱۸۵/۷، حدیث ۱۳۶۶۰۔

علیہما السلام بیوہ ہو گئیں تو ان کے بھائی حسن و حسین علیہما السلام ان کے پاس آئے اور کہا.....[1] یہ انتہائی طولانی روایت ہے جس میں شرم آور اور جھوٹے مطالب موجود ہیں جنہیں نوک قلم پر نہیں لایا جاسکتا۔

دوسرا محور

اس سے قبل بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ بہت ساری روایات میں آیا ہے کہ امام □ نے ام کلثوم کا عمر کے ساتھ عقد نہ کرنے کی وجہ ان کی کم سنی کو بیان کیا.....لیکن اس روایت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عمر نے امیر المومنین علیہ السلام کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔اس لئے بار بار آپ کی خدمت آتے اور عقد کرنے پر اصرار کرتے .....حتی کہ نوبت دھمکی دینے تک آپہنچی ۔ بعض روایات میں اس دھمکی کی وضاحت بھی موجود ہے۔

دولابی اور محب طبری کی روایت میں آیا ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ وہ ابھی کم سن ہے۔عمر نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! آپ کا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ آپ میرے ساتھ اس کا عقد کرنا ہی نہیں چاہتے ہیں۔

---

[1]۔الذریۃ الطاہرۃ: ۱۶۲-۱۶۳، ذخائر العقبی: ۲۹۰۔

اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو اسے میرے پاس بھیج دیں ...[1] کیونکہ بعض علمائے اہل سنت کے نزدیک عمر کے یہ افعال قبیح اور ناپسندیدہ تھے...اس لئے انہوں نے امیرالمومنین □ کے انکار کی وجہ، عمر کا اصرار اور ان کی طرف دھمکی وغیرہ کو نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے ...جو شخص بھی خطیب بغدادی کی روایت کو ملاحظہ کرے وہ مندرجہ بالا حقائق کو کشف کر لے گا۔

تیسرا محور

ابن سعد، واقدی اور دوسرے محدثین سے نقل کرتے ہیں ...اس کے بعد علی □ نے ایک کپڑا طلب کیا اور اسے تہہ کر کے ام کلثوم کو دیتے ہوئے کہا کہ اس کے ہمراہ عمر کے پاس چلی جاؤ...

محب طبری کی روایت میں ابن اسحق کے حوالے سے منقول ہے کہ علی □ نے ام کلثوم کو آواز دی اور کپڑا دیتے ہوئے کہا کہ اس کے ساتھ عمر کے پاس جاؤ...یہ کام صرف اس لئے تھا کہ عمر انہیں دیکھ سکیں۔یہی وجہ ہے کہ جب اُم کلثوم واپس اپنے بابا کے پاس لوٹ کر آئی تو کہا کہ انہوں نے کپڑا کو نہیں کھولا اور صرف میری طرف دیکھتے رہے۔

---

[1] ۔الذریۃ الطاہرہ: ۱۵۷-۱۵۸؛ ذخائر العقبی: ۲۸۶۔

ہاں ! بعض علمائے اہل سنت جیسے سبط بن جوزی کی نگاہ میں خلیفۃ المسلمین کا یہ کردار ناپسندیدہ حرکت تھی۔عنقریب ان کی گفتگو بھی بیان کی جائے گی۔اسی طرح بعض دوسرے محدثین نے اپنی روایات میں اس موضوع کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

ابو بشر دولابی نے یوں روایت کی ہے...علی □ نے اپنی کم سن بچی ام کلثوم کو آواز دی اور کہا کہ امیر المومنین □ عمر کے پاس جاؤ اور کہو کہ میرے والد گرامی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرما رہے تھے کہ آپ نے جو حاجت ہم سے طلب کی تھی وہ ہم نے پوری کر دی ہے۔

خطیب بغدادی نے بھی اس طرح روایت نقل کی ہے:

عمر نے حضرت علی □ سے ام کلثوم کی خواستگاری کی اور کہا کہ اس کا میرے ساتھ عقد کر دیں تو علی □ نے کہا کہ میں اس کا عقد اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ کروں گا۔عمر نے کہا مجھ سے بہتر کون ہے جو اسے آسودہ خاطر رکھ سکے۔اس کے بعد علی □ نے ام کلثوم کا عقد عمر کے ساتھ کر دیا اور وہ مہاجرین کے پاس آئے.......

چوتھا محور

اس داستان میں بعض شرم آور اور حیاسوز مطالب کو بیان کیا گیا ہے جیسے:

ابن سعد کی واقدی سے منقول روایت میں آیا ہے کہ علی□ نے حکم دیاکہ عمر کے پاس جانے کے لئے ام کلثوم کو آراستہ کیا جائے چنانچہ اس کی زینت و آرائش کی گئی۔

ابن عبدالبر اوردوسرے محدثین کی امام محمد باقر□ سے منقول روایت میں آیا ہے:

جب ام کلثوم عمر کے پاس آئیں توانہوں نے اس کی...!! ہاں ! واقعاًیہ ناپسندیدہ مطالب ہیں کیا روایات کو گھڑنے والوں کو شرم نہیں آتي کہ اس قسم کی باتیں لکھتے ہیں۔جنہیں پڑھنے سے عام آدمی کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتي ہے۔

اوراس پرستم یہ کہ ایسی باتوں کو امام محمد باقر□ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔یہ باتیں واقعاً قابل ذکر نہیں ہیں اسی لئے تو بعض محدثین نے ان واقعات میں تحریف کی ہے۔ابن اثیر نے اس واقعہ کو بے اثر کرنے کی خاطر کہا ہے کہ عمر...!

دولابی اورمحب طبری نے لکھا ہے کہ عمر نے ...! دوسری جگہ پر رقمطراز ہیں کہ عمر نے...!! اوردوسرے محدثین جیسے بیہقی اورحاکم نیشاپوری نے اس سلسلہ میں کچھ بھی نقل نہیں کیا ہے۔

محب طبری جب اس قسم کی روایات کو ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ابن سمان نے اس واقعہ کو مختصراً بیان کیا ہے....البتہ خود انہوں نے اس قسم کے واقعات کو نقل نہیں کیا ہے۔[1]

اور اس داستان کو نقل کرنے والے بعض دوسرے محدثین نے سرے سے اس واقعہ کی نفی کی ہے۔ سبط بن جوزی ٦٥٤ھ ق اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ میرے جد نے کتاب "المنتظم" میں لکھا ہے کہ علی □ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا تاکہ وہ اپنی پسند کرسکے۔

چنانچہ عمر نے....!!اس میں سبط ابن جوزی اضافہ کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ ایك قبیح اور ناپسندیدہ حرکت ہے اگر وہ کنیز بھی ہوتي تو اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے تھا۔[2]

اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق نظر ہے کہ غیر محرم کو مس کرنا جائز نہیں ہے پس کس طرح اس کام کی نسبت عمر کی طرف دی جاسکتی ہے؟[3] مصنف کہتے ہیں کہ کاش بات صرف مس

---

[1]۔ذخائر العقبی: ۲۸۹۔

[2]۔واضح رہے، شیعہ و اہل سنت کی فقہی کتب میں کنیزوں کے ساتھ سلوک روا رکھنے کے احکام موجود ہیں جو آزاد عورت کے ساتھ قابل مقائسہ نہیں ہیں۔ چنانچہ عمر کے اس فعل میں جو قباحت پائی جاتي ہے وہ اپنی جگہ قائم ہے اور ابن جوزی حنفی نے مندرجہ بالا عبارت میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

[3]۔تذکرۃ الاخواص: ۲۸۸-۲۸۹۔

کرنے تک محدود رہتی لیکن خطیب بغدادی کی روایت میں ....!!

پانچواں محور

ابن سعد اور بعض دوسرے محدثین نے جو روایت نقل کی ہے وہ عمر کو تہنیت و تبریک پیش کرنے پر مشتمل ہے۔روایت میں ملتا ہے کہ عمر نے مہاجرین سے کہا کہ مجھے تبریک پیش کریں اور انہوں نے اسے مبارک باد دی۔[1]

عمر نے ان سے حضوری مبارک باد کہنے کا تقاضا کیا اور کہا کہ مجھے ازدواج کے مابین ہم دلی و اتفاق برقرار رکھنے اور کثیر العیال ہونے پر تبریک پیش کریں۔[2]

یہ بات بھی واضح و عیاں ہے کہ اس قسم کی مبارک باد پیش کرنا زمانہ جاہلیت کی رسم
تھی اور تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول خدا ؐ نے اس قسم کی مبارک باد پیش کرنے سے منع کیا تھا۔

---

[1]۔ الطبقات لکبری: ۳۳۹/۸؛ کنزالعمال: ۲۶۹/۱۳، حدیث۳۷۵۸۶ ؛الاستیعاب : ۵۰۹/٤؛ اسدالالغابہ: ۳۷۸/۷؛ الاصابہ: ٤٦٥/۸۔

[2]۔ذخائر العقبی: ۲۸۷اس قسم کی تبریک کا معنی دیکھنے کے لیے لسان العرب اور لغت کی دوسری کتب میں کلمہ: رفائ: کامعنی دیکھا جائے۔

اس سلسلہ میں احمد بن حنبل نے اپنی سند سے یوں روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر بن عقیل کہتے ہیں کہ ابوطالب کے بیٹے نے شادی کی تھی وہ ہمارے پاس آئے تو ہم نے زمانہ جاہلیت کی مبادک باد پیش کی جس پر عقیل نے ہمیں منع کیا اور فرمایا کہ اس قسم کی تبریک پیش نہ کرو کیونکہ رسول خدا نے اس قسم کی مبارک باد پیش کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس طرح کہا کرو کہ خداوند عالم تمھیں با برکت بنائے اور اس کام کو تیرے لیے مبارک بنائے تمھیں اس کام پر مبارک باد ہو۔[1]

اب اگر عمر اس قسم کی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ رسول خدا کے اوامر و نواہی سے بے خبر ہیں یا پھر چاہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کی رسم دوبارہ رائج ہو جائے۔ چنانچہ اہل سنت کے علماء مجبور ہوئے کہ اس قسم کے متن کو روایات سے حذف کر دیں یا پھر ان میں ردوبدل کر دیں؟

مستدرک حاکم میں آیا ہے کہ عمر، مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ کیا مجھے مبادک باد پیش نہیں کرو گے؟ بیہقی کی السنن الکبریٰ میں آیا ہے کہ عمر مہاجرین کے پاس آئے....اور انہوں نے ان کی خیر و برکت کے لئے دعا کی۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو سرے سے نقل ہی نہیں کیا۔

---

[1] ۔مسند احمد بن حنبل: ٤٨٤/٤؛ وسائل الشیعہ: ١٨٣/١٤، حدیث: ٢٥٥٥٠۔

چھٹامحور

اس داستان کا چھٹا محور اس تاریخی افسانہ کے نتیجہ و ثمرہ پر مشتمل ہے۔بعض روایات میں ذکر ہوا ہے کہ عمر کے ساتھ عقد کے بعد ام کلثوم کے بطن سے زید نامی بیٹا پیدا ہوا تھا۔

سعد اور دوسرے محدثین کی روایات میں آیا ہے کہ ام کلثوم کے بطن سے زید بن عمر اور رقیہ نامی اولادیں پیدا ہوئیں۔نووی عمر کی اولاد کے حصہ میں رقمطراز ہیں کہ ان کی اولاد میں فاطمہ اور زید تھے۔جن کی والدہ ام کلثوم تھی۔[1]

ابن قتیبہ کی روایت میں امیرالمومنین□ کی بیٹیوں کے بارے میں یوں ذکر ہوا ہے: ام کلثوم کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔[2]

ساتواں محور

اس من گھڑت داستان کا ساتوں محور عمر کی وفات کے بعد ام کلثوم کے عقد کے بارے میں ہے۔چند روایات میں ذکر ہوا ہے کہ عمر کی وفات کے بعد عون بن جعفر نے اور ان کے بعد محمد بن جعفر نے ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا۔البتہ جو محققین ان عقد کے قائل

---

[1] ۔تہذیب الاسماء والصفات: ۳۳٤/۲۔

[2] ۔المعارف: ۱۲۲۔

ہیں۔وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عمر کے عہد حکومت میں لڑی جانے والی جنگ شوشتر میں دونوں بھائی شہید بھی ہو گئے تھے۔

ابن عبداللہ اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ: عون بن جعفر بن ابی طالب رسول خدا ؐکے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ان کی اور ان کے دوسرے دو بھائیوں عبداللہ اور محمد کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمی تھی۔عون اور ان کے بھائی محمد جنگ شوشتر میں شہید ہو گے وہ دونوں بے اولاد دنیا سے گے ہیں۔[1]

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں: محمد بن جعفر بن ابی طالب ، رسول خدا کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔یہ وہی ہیں جنہوں نے عمر کی وفات کے بعد ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا تھا اور جنگ شوشتر میں شہید ہو گئے تھے۔[2]

اس سلسلہ میں ابن حجر کہتے ہیں :عون بن جعفر شوشتر میں شہید ہو گے جو عمر کے عہد حکومت میں لڑی گئی تھی اور ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔[3]

ابن اثیر نے بھی اسی قسم کا اظہار کیا ہے۔[4] یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنگ شوشتر عمر کے زمانہ میں لڑئی گئی ہے اور

---

[1]۔الاستیعاب: ۳۱۵/۳۔

[2]۔الاستیعاب: ۲٤۲/۳۔

[3]۔الاصابہ: ٦۱۹/٤۔

[4]۔اسدالغابہ: ۳۰۲/٤۔

مورخین نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے۔[۱] ابن حجر سے منقول روایات میں وہ بھی اس بات کی وضاحت کرتے ہیں ۔اب ایک غیر جانبدار اور حقیقت پسند شخص جب اس قسم کی تناقض گوئی کو دیکھے گا تو یقینا ورطہ حیرت کے سمندر میں ڈوب جائے گا۔

آٹھواں محور

اس من گھڑت داستان کا آٹھواں محور یہ ہے کہ بالآخر ام کلثوم کے ساتھ عون بن جعفر نے عقد کیا ہے یا پھر محمد بن جعفر نے کیا ہے؟

اس سلسلہ میں اہل سنت کی روایات مختلف مضمون سے نقل ہوئی ہیں ۔ "الاصابة" میں ابن سعد اور دار قطنی نے یوں کہا ہے کہ عون، ام کلثوم کی زندگی میں دار فانی سے چل بسے اور اس کے بعد ان کے بھائی جعفر نے ام کلثوم کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔اس کے بعد محمد کا انتقال ہوا تو عبد اللہ نے ام کلثوم کے ساتھ عقد کر لیا۔

ابن سعد کی روایت کچھ اس طرح ہے : ام کلثوم کہتی ہیں کہ مجھے اسماء بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اس کے دو بیٹے میرے پاس انتقال کر گئے ہیں اور اب مجھے اس تیسرے کا خطرہ

۱۔تاریخ طبری: ۱۷٤/۳؛ الکامل فی التاریخ : ۵۵۰/۲۔

محسوس ہوتا ہے۔ البتہ عبداللہ کی زندگی میں ہی ام کلثوم کا انتقال ہو گیا تھا۔ [1]

ابن قتیبہ اس داستان کو ایک اور انداز سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ؛ جس وقت عمر قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت محمد بن جعفر نے ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا۔ محمد بن جعفر ان کی زندگی میں انتقال کر گئے۔ اس کے بعد عون بن جعفر نے انہیں اپنے حبالہ عقد میں لے لیا اور ام کلثوم کا ان کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ [2]

آپ نے ملاحظہ کیا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک محمد بن جعفر نے اپنے بھائی عون بن جعفر سے قبل ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا ہے اور ام کلثوم کی وفات عون بن جعفر کی زندگی میں ہوئی ہے اور عبداللہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

دوسری طرف ابن عبدالبر نے اگرچہ ام کلثوم کے حالات زندگی میں عمر کی وفات کے بعد ام کلثوم کے عون کے ساتھ عقد کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

لیکن وہ محمد بن جعفر کے حالات زندگی میں رقمطراز ہیں کہ محمد بن جعفر بن ابی طالب وہی ہیں جنہوں نے عمر کی وفات کے بعد ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا تھا۔ [3]

1۔ الطبقات الکبری: ۳۳۸/۸۔

2۔ المعارف: ۱۲۲۔

3۔ استیعاب: ٤۲٤/۳۔

نواں محور

اس حصے میں عبداللہ بن جعفر کے مختصر حالات زندگی بیان کرتے ہیں ، وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی بیٹی اور عقیلہ بنی ہاشم کے شوہر تھے۔حضرت زینب سلام اللہ علیہانے ان کے ساتھ زندگی بسر کی ہے یہاں تک کہ واقعہ کربلا کے بعد بی بی کا انتقال ہو گیا۔

ابن سعد، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں:

حضرت زینب سلام اللہ علیہا ،علی بن ابی طالب علیہما السلام کی بیٹی تھیں اور عبداللہ بن جعفر بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے ان کے ساتھ عقد کیا اور ان کی چار اولادیں علی ، عون اکبر، عباس، محمد اور ایک بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

ابن سعد محمد بن اسماعیل بن فدیك کی ابن ابی ذئب سے منقول روایت کو نقل کرتے ہیں، عبدالرحمن بن مہران نے مجھے یوں کہا ہے کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے حضرت علی □ کی بیٹی زینب سلام اللہ علیہا سے عقد کیا اور انہوں نے علی کی

بیوہ لیلی بنت مسعود کے ساتھ بھی عقد کیا یہ دونوں عبداللہ کی بیویاں تھیں۔[1]

نووی، عبداللہ کے حالات زندگی میں ان کی اولاد کی تعدا د بتانے کے بعد کہتے ہیں کہ ان سب کی والدہ زینب بنت علی سلام اللہ علیہا تھیں۔جو فاطمہ بنت رسول خدا کی بیٹی تھیں۔

ابن حجر، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ زینب سلام اللہ علیہا بنت علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں جو ہاشمی اور رسول خدا کی نواسی تھیں اور ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت رسول خدا تھیں ۔ وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ابن اثیر جناب زینب سلام اللہ علیہا کا اس طر تعارف کراتے ہیں۔ وہ پیغمبر اکرم کے زمانے میں پیدا ہوئیں وہ سمجھدار اور نامور خطیب خاتون تھیں۔[2]

ان کے والد گرامی نے ان کا عقد اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ کیا جس سے ان کے بیٹے پیدا ہوئے ۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا واقعہ کربلا میں امام حسین کے ہمراہ تھیں۔اس کے بعد انہیں قیدی بنا کر شام بھیجا گیا اور جب دربار یزید میں ایک شامی نے ان کی بہن فاطمہ کو کنیزی کے لئے طلب کیا تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے شعلہ بیان خطبہ دیا جس نے

---

[1]۔الطبقات الکبری، ج ۳۴۰/۸۔

[2]۔تہذیب الاسماء و اللغات: ۲۴۹/۱۰۔

ان کی عقل اور قوت ارادی کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ واقعہ تاریخ کے مشہور و معروف مسلمات میں سے ہے۔[1]

ان واقعات کی روشنی میں اگر وہ ام کلثوم جو معاویہ کے زمانہ میں انتقال کر گئی تھیں وہ ام کلثوم بنت امیر المومنین□ جن کے ساتھ جعفر بن عبداللہ نے عون و محمد کے عقد کرنے کے بعد عقد کیا تھا۔ جیسا کہ روایات میں آیا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ عبداللہ بن جعفر نے بیک وقت دو بہنوں کو اپنے حبالہ عقد میں رکھا ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے جسے انجام دینا جائز نہیں ہے۔ حتی کہ ان کے بارے میں بات کرنا بھی روا نہیں ہے۔

اسی وجہ سے ابن سعد نے ان نشیب و فراز کو دقت سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم نے محمد بن جعفر کے ساتھ عقد کیا تھا اور اس کے بعد ان کے بھائی عبداللہ بن جعفر نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد ان سے عقد کیا تھا۔

دسواں محور

ان واقعات میں جو بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ام کلثوم کے انتقال کے بعد کس نے ان پر نماز جنازہ پڑھی ہے؟

اس سوال کا جواب بھی روایات میں موجود ہے لیکن ان روایات میں اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے حتی کہ ایک ہی

---

[1] الاصابۃ: ۸/۱۶۶-۱۲۷۔

راوی کی مختلف روایات میں تضاد موجود ہے۔ابن سعد، شعبی کے حوالے سے عبداللہ بھّی نے اُم کلثوم اور ان کے بیٹے پر نماز جنازہ کے بارے میں یوں روایت کی ہے کہ ابن عمر نے دونوں پر جنازہ پڑھی تھی۔یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ بعض مورخین، عمار بن ابی عمار سے نقل کیا ہے کہ ان پر سعد بن ابی وقاص نے نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

بہرحال جس نے بھی اُم کلثوم پر نماز جنازہ پڑھائی ہو یہ بات مُسلّم ہے کہ ان کا انتقال معاویہ کے عہد حکومت میں ہوا تھا کیوں کہ ان روایات میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ام کلثوم کی نماز جنازہ میں امام حسن□ اور امام حسین□ موجود تھے اور دوسری جانب یہ بھی تاریخ کے مسلمات میں سے ہے کہ ام کلثوم اپنی بہن حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے ہمراہ واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور جب قیدیوں کو کوفہ لے جایا گیا تو انہوں نے معروف خطبہ دیا ہے جو تاریخی کتب میں موجود ہے۔

اس خطبہ کو ابن طیقور (متوفی ۲۸۰ھ) نے اپنی کتاب "بلاغات النسائ" میں ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر اور دوسرے بزرگ علماء اور محدثین نے بھی اس خطبہ کو لفظ "فرث" کے ذیل میں بیان رکھا ہے۔جو ان کی کتاب

---

[1]۔تاریخ الخمسین: ۲۸۵/۲۔

النہایہ اوراسی طرح لسان العرب اورتاج العروس میں موجود ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ ابوداؤد کی عمار بن ابی عمار سے منقول روایت میں آیا ہے کہ عمار بن ابی عمار کہتے ہیں کہ میں نے ام کلثوم اوران کے بیٹے کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہے ان کے بیٹے کی میّت کو امام کے قریب رکھا گیا میں نے اس پر اعتراض کیا لیکن ابن عباس، ابوسعید خدری، ابو قتادہ اورابو ہریرہ سب نے کہا کہ یہ کام سنت ہے۔[1]

عماربن ابی عمار نے اس واقعہ کو امام کا نام ذکر کئے بغیر بیان کردیا ہے اوریہ بھی نہیں بتایا کہ یہ ام کلثوم کون تھیں اوران کا بیٹا کون تھا؟ اس طرح نسائی کی عمار بن ابی عمار سے منقول روایت میں آیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے ایک بچہ اورایک عورت کے جنازے میں شرکت کی ہے بچے کی میت کو امام کے قریب رکھا گیا اوراس کے بعد اس عورت کی میت کو رکھا گیا اوران پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

میں نے ابوسعید خدری، ابن عباس، قتادہ اورابو ہریرہ جو نماز جنازہ میں شریک تھے سے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ کام سنت ہے۔[2]

---

[1]۔سنن ابی داؤد: ج ۲۱٦/۲، حدیث: ۳۱۹۳۔

[2]۔سنن نسائی: ۳۷٤/٤، حدیث: ۱۹۷٦۔

اس روایت میں عمار بن ابی عمار صرف اس روایت کو نقل کرتے ہیں لیکن اس میں بھی امام، بچہ اور عورت کا نام ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ مرنے والوں میں کیا نسبت تھی۔

تحقیق و بحث کا فلسفہ

ہم نے اس روایت کو مختلف اسناد سے پیش کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امیر المومنین علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عقد عمر سے کیا ہے۔ اور اسی طرح ام کلثوم کے بارے میں دوسری روایات کو بھی ذکر کیا ہے اور ان کی تحقیق کی ہے لیکن ہمیں کوئی ایک بھی ایسی مستند سند نہیں ملی جس کی بنیاد پر استدلال کیا جاسکے۔

اس کے بعد ہم نے ان روایات کے متن اور مضامین میں عرق ریزی کی ہے اور علمائے اہل سنت کے اقوال کی تحقیق کی ہے اور ان کو باہم پرکھا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ ان میں اتنا تضاد پایا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں اور روایت کی دلالت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس داستان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور احتمال قوی یہی ہے کہ اس داستان کو گھڑنے والوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ عمر کی فضلیت کو ثابت کیا جاسکے۔ کیوں کہ جب انہوں نے دیکھا کہ رسول خدا کی اسی مشہور و معروف روایت:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی»

سوائے میرے حسب ونسب کے قیام کے دن تمام رشتے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

کے راوی خود عمر بھی ہیں اور حدیث سے اہل بیت علیہم السلام خصوصاً حضرت علی□کی فضلیت و منقبت سامنے آتي ہے جیسا کہ مناوی نے کہا ہے کہ حاکم نیشاپوری نے اس روایت کو حضرت علی□کے فضائل میں شمار کیا ہے۔[1]

توان محدثین نے بھی چاہا کہ عمر کی حضرت علی□سے ان کی بیٹی کی خواستگاری کے سلسلہ میں داستان کو گھڑ کر اس روایت کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تاکہ عمر کے لئے بھی کوئی فضلیت تراش لی جائے۔ہمارے اس دعویٰ پر دلیل

یہ ہے کہ اہل سنت کے بزرگ محدثین نے اس روایت کو عمر سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے داستان کو ذکر نہیں کیا ہے اوراس حدیث کو دوسرے افراد سے بھی نقل کرتے ہیں ۔متقی ہندی نے اس حدیث کو چند طرق و اسناد سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا □نے ارشاد فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی»

---

[1]۔فیض القدیر: ۲۷/۵۔

سوائے میرے حسب و نسب کے قیام کے دن تمام رشتے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

اور اس حدیث کے ذیل میں کہتے ہیں کہ اس حدیث کو خطیب بغدادی اور حاکم نے عمر سے نقل کیا ہے اور اسی طرح خطیب بغدادی نے ابن عباس اور مسعود سے نقل کیا ہے۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ابن عساکر نے ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا:

«کل نسب وصهر منقطع یوم القیامة الا سببی و صهری»

قیامت کے دن سوائے میرے حسب و نسب و دامادی کے سارے حسب و نسب و دامادی کے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔[1]

ابن مغازلی نے مناقب الامام علی ابن ابی طالب میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی»

قیامت کے دن تمام حسب و نسب ختم ہو جائیں گے...

اس کے بعد اس حدیث کو اپنے سلسلہ سند سے سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں جنہوں نے ابن عباس اور انہوں نے ابن عمر سے نقل کیا ہے۔[1]

---

[1]۔ کنز العمال: ۱۱/۱۸۴، حدیث: ۳۱۹۱۱ اور ۳۱۹۱۲۔

خاتون قیامت حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شان میں روایت ہے جس میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

«فاطمہ بضعۃ منّی.....»

فاطمہ میرا لخت جگر ہے....

یہ حدیث رسول خدا ؐ سے مختلف مقامات میں ذکر ہوئی ہے۔جس وقت اہل بیت علیہم السلام کے مخالفین نے اپنی صحاح کے اندر اس قوی حدیث کو دیکھا تو جان بوجھ کر حضرت علیؑ کی جانب سے ابوجہل کی بیٹی کی خواستگاری کا افسانہ گھڑ لیا تاکہ اسے اس حدیث کے ساتھ منسلک کرسکیں۔[۲]

یہ دونوں من گھڑت احادیث خواستگاری کے متعلق ہیں ایک حضرت عمر کی جانب سے امیرالمومنین علیؑ کی بیٹی کی خواستگاری تو دوسری حضرت علیؑ کی طرف سے ابوجہل کی بیٹی کی خواستگاری ...!! عمر کی خواستگاری خاتون قیامت سلام اللہ علیہا کا داماد بننے کی خاطر تھی اور حضرت علیؑ کی خواستگاری فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اذیت کا سبب بنی .....!! عمر کی خواستگاری

---

[۱]۔مناقب الامام علی ابن ابی طالب علیہما السلام: ۱۳۳۔۱۳۴۔

[۲]۔اس سلسلہ میں لکھی گئی کتاب کی جانب رجوع کریں۔

رسول خدا کے اس فرمان کی روشنی میں تھی جو انہوں نے پیغمبر خدا سے سن رکھا تھا:

«کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی»

سوائے میرے حسب و نسب کے قیام کے دن تمام رشتے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

اور حضرت علی کی خواستگاری رسول خدا کی منشاء و مرضی کے برخلاف تھی حتی کہ رسول خدا نے حضرت علی سے تقاضا کیا کہ اس لڑکی کو طلاق دے دیں.....!!

ہم نے جو تحقیق کی ہے اس کی روشنی میں اس من گھڑت داستان کی سند کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے.... اس داستان کے راویوں میں عمر کے غلام، قاضی ابن زبیر، عمار یاسر کا قاتل اور اموی دربار سے وابستہ درباری علماء...

اس روایت کی سند میں جھوٹے، جعل کرنے والے اور نقل حدیث میں ضعیف اور فریب دینے والے افراد شامل ہیں۔ احتمال قوی یہی ہے کہ اس داستان کو گھڑنے کا سبب وہی تھا جو ہم نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ بعض راوی مذکورہ بالا دونوں داستانوں میں شامل ہیں۔

ایک سوال

جو کچھ بیان کیا جاچکا ہے اس کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی احتمال باقی نہیں رہتا کہ اس روایت کو جو کہ اہل سنت کے نزدیک مشہور ہے اور شیعہ رواۃ اگرچہ وہ شاذ ہیں نے ذکر کیا ہے کو قبول کر لیا جائے؟

جواب:

اس سوال کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہ روایات ایسے مطالب پر مشتمل ہیں کہ جنہیں کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جاسکتا، بطور نمونہ آپ اس پیراگراف پر توجہ کریں۔

علی□نے ام کلثوم کو ایک کپڑا دے کر عمر کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں پسند کر سکیں!! اور انہوں نے حکم دیا کہ ام کلثوم کا بناؤ سنگھار کیا جائے....!!

اور اسی قسم کے دوسرے مقامات اس قسم کی گفتگو کا باطل ہونا واضع ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ذکر ہوا ہے کہ ام کلثوم کی وفات معاویہ کے دور میں ہوئی.....لیکن ام کلثوم کا واقعہ کربلا میں شریک ہونا ثابت کرتا ہے کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

چنانچہ تاریخ میں جس عورت کے بارے میں ذکر پایا جاتا ہے کہ اس کی اور اس کے بیٹے زید کی وفات ایک ہی دن میں ہوئی

تھی اور مخصوص افراد نے اُن پر نماز جنازہ پڑھی..... وہ عمر کی ازواج میں سے کوئی زوجہ ہوگی۔ ممکن ہے اس کا نام ام کلثوم ہو۔ یا اس کی کنیت ام کلثوم ہو۔[1]

یہ احتمال اگر روایات کی اسناد کو صحیح مان لیا جائے تو ابو داؤد، نسائی اور دوسرے محدثین کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ کسی قسم کی سند اور مآخذ موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ امیر المومنین□کی بیٹی ام کلثوم سے عمر کی زید نامی کوئی اولاد پیدا ہوئی ہو...

کیونکہ ہمارے پاس ایسی روایات ہیں جو ہم نے ذکر کی ہیں اور ان کی صورت حال بھی آپ نے ملاحظہ کر لی ہے۔

اور اسی طرح کوئی مستند روایت موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ام کلثوم کے ہاں عمر کی کوئی بیٹی پیدا ہوئی تھی اس کے علاوہ اہل سنت کے محدثین کے درمیان اصل مسئلہ اور بیٹی کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس نظریہ کی تائید اسلامی دانشوروں کا یہ قول کرتا ہے کہ جس وقت عمر کا انتقال ہوا اس وقت ام کلثوم نابالغ تھیں۔

ان محققین میں سے ایک قدیمی شیعہ محقق شیخ ابو محمد نوبختی ہیں وہ اپنی کتاب "الامامۃ" میں رقمطراز ہیں کہ قبل اس کے کہ ام

---

[1] افحام الاعداء والخصوم: ۷۲/۲-۲۱۲۔

کلثوم کے ساتھ عمر کی شادی ہوتی ان کا انتقال ہو گیا اور وہ ابھی نابالغ تھیں۔(۱)

اسی طریقے سے شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی (۱۱۲۲متوفی)(۲) نے قرابت پیغمبر اکرم ؐ کے بارے میں جو گفتگو کی ہے اس میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرابت اور رشتہ داری سے مراد وہ افراد ہیں جو رسول پاک ؐ کے جد گرامی عبدالمطلب کی طرف منسوب ہوں اس لئے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا:

«من صنع الی احد من ولد عبد المطلب یداً فلم یکافئه بها فی الدنیا، فعلی مکافاته غداً اذا لقینی»

جو شخص بھی عبدالمطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی اچھائی کرے یا اس کے کسی کام کو انجام دے اور وہ اس کو پاداش نہ دے تو اس کا اجر قیامت کے دن میرے ذمہ ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۹۱/۴۲۔

[2]۔ ان کے حالات زندگی کتاب سلك الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر: ۳۲/۲ میں ذکر ہوتے ہیں۔

چوتھا حصہ

امامیہ کی روایات

میں

عمر کا ام کلثوم کے

ساتھ عقد

امامیہ[1] کی روایات میں عمر کا ام کلثوم کے ساتھ عقد

اس سے پہلے ہم نے جو سوالات بیان کیے ہیں ان کے ضمن میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ام کلثوم کے ساتھ عمر بن خطاب کے عقد کی داستان اہل سنت کے نزدیک مشہور ہے اور اس سلسلہ کی بعض روایات، شیعہ محققین کی کتب میں پائی جاتي ہیں ۔باوجود اس کے کہ یہ روایات اہل سنت کے نزدیک مشہور ہیں اور بعض شیعہ کتب میں بھی پائی جاتي ہیں ۔ہمارے بزرگ علماء نے ان روایت کا انکار کیا ہے، چنانچہ اگر کوئی شیعہ ماخذ کی طرف رجوع کرے تو وہ شیخ مفید، سید مرتضی اور صاحب عقبات الانوار کے فرزند سید ناصر حسین رحمتہ اللہ علیہم اجمین اور دوسرے محققین کے وہ آثار جو اس موضوع کی تحقیق میں لکھے گئے ہیں میں اس انکار کو دیکھ سکتا ہے۔

---

[1]۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں چوتھے باب ذکر نہیں کیا گیا تھا۔بعض محققین کی درخواست پر ہم نے اس باب کا اضافہ کیا ہے، وگرنہ ہماری تحقیق کا محور اس اہل سنت کی روایات تھیں۔امید ہے کہ اس اضافہ سے ہماری بحث کامل تر ہو جائیگی۔

ہم اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ شیعہ روات سے معتبر سند کے ساتھ جو روایت نقل ہوئی ہے وہی ہے جو ہم نے گذشتہ سوالات وجوابات کے ضمن میں بیان کر دی ہے۔اس سلسلہ میں ہم نے شیعہ محقق نوبختی اور اہل سنت کے عالم دین زرقانی کا قول نقل کیا ہے۔اب ہم شیعہ ماخذ میں اس موضوع پر مشتمل ان روایات کو ذکر کرتے ہیں جو معتبر سند کے ساتھ نقل ہوئیں ہیں۔[1]

پہلی حدیث

امام جعفر صادق□کی ایک روایت میں ذکر ہوا ہے کہ آپ نے حضرت ام کلثوم کے عقد کے بارے میں ارشاد فرمایا "ان ذلک فرج غضباہ" یہ ہماری ناموس تھی جسے غصب کیا گیا تھا۔

دوسری حدیث

دوسری روایت میں آیا ہے کہ امام صادق□نے ارشاد فرمایا:

«لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنین□ انہا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی ؟ ابی باس؟ قال و ما ذاک؟

---

[1]۔شیعہ کتب میں اس بارے میں اور بھی روایات نقل ہوئی ہیں لیکن جب ہم نے ان کی تحقیق کی، تو سند کے لحاظ سے وہ معتبر نہیں تھیں لہذا انھیں نقل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

قال خطبت الی ابن اخیک فردنی
اما واللہ لاعورن زمزم، و لا ادع لکم
مکرمة الا ھدمتھا، ولاُ قیمن علیہ
شاھدین بانّہ سرق و لاقطعن یمینہ
فاتاہ العباس و سالہ ان یجعل
الامر الیہ، فجعلہ الیہ»[۱]

جب حضرت عمر، ام کلثوم کی خواستگاری کیلئے آئے تو امیر المومنین□نے کہا کہ ابھی وہ بچی ہے۔اس کے بعد عمر نے عباس سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھ میں کیا عیب پایا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ کیوں پوچھ رہے ہو؟ تو عمر نے کہا میں نے آپ کے بھتیجے سے ان کی بیٹی کی خواستگاری کی ہے اور انہوں نے انکار کر دیا ہے۔

خدا کی قسم: میں زمزم کو بھر دوں گا، اور تمہاری تمام عزت ومنزلت کو نابود کر دوں گا اور علی کے خلاف دو گواہ لاؤں گا جو ان کی چوری کی گواہی دیں گے اور ان کے ہاتھ کاٹ دوں گا ۔جناب عباس، حضرت امیر المومنین□کے پاس آتے ہیں اور انہوں نے آپ کو عمر کی دھمکی سے آگاہ کرتے ہوئے تقاضا کیا کہ عمر کی بات کو قبول کر لیں توامام□نے ان کی یہ گزارش مان لی۔

---

[۱] ۔الکافی: ۳۴۶/۵حدیث ۱،۲۔

تیسری روایت:

ایک اور روایت میں سلمان بن خالد اور دوسرے روات سے نقل ہوا ہے۔سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق□سے پوچھا کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ عدت [1] کے ایام کہاں پہ گزارے؟کیا شوہر کے گھر میں یا جہاں اس کی مرضی ہو؟اس کے بعد امام□نے فرمایا:

«ان علیا علیه السلام لما مات عمر آتی ام کلثوم فا خذ بیدها، فانطلق بها الی بیته» [2]

جب عمر کا انتقال ہوا تو علی□ام کلثوم کے پاس آئے اوران کاہاتھ پکڑ کر اپنے گھر میں لے گئے۔

اگر ان روایات کو صحیح مان بھی لیا جائے تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ ہمارے مخالفین ان روایات سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں کہ جس کی بناء پر ہم اس افسانہ کو قبول کر لیں۔حداکثر ان روایات جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عمر نے ڈرا دھمکا کر ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا ہے اور اسی دباؤ کے نتیجہ میں ام کلثوم، عمر کے

---

[1]۔عدت شوہر کے فوت ہونے کے بعد چار ماہ اور دس دن کی مدت ہوتی ہے جس میں بیوی دوسرا عقد نہیں کر سکتی۔

[2]۔الکافی: ٦/١١٥-١١٦، حدیث ۲۔یہ روایت مذکورہ حکم کی وجہ سے فقہی کتب میں پائی جاتی ہے۔

گھر میں منتقل ہوئیں اور جب وہ قتل ہو گئے تو امام □ان کو گھر لے آئے اور حدیث کا یہ جملہ کہ جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا ::کہ حضرت علی □نے ام کلثوم کا ہاتھ پکڑا اور گھر لے آئے۔یہ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض محققین نے اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ ام کلثوم کے سن بلوغ کے پہنچنے سے پہلے ہی عمر کا انتقال ہو گیا تھا۔مندرجہ بالا مطالب کی روشنی میں عمر کی جانب سے ڈرا دھمکا کر کی جانے والی شادی کی کیا فضیلت باقی رہ جا تی ہے؟

ایسی خواستگاری اور شادی سے امیر المومنین □اور اہل بیت علیہم السلام میں کوئی نقص اور عیب پیدا نہیں ہو تا؟

کیا اس قسم کی شادی سے طرفین کے ما بین دوستی اور محبت ثابت کی جاسکتی ہے؟

جب عمر، ام کلثوم کے ساتھ عقد کے سلسلہ میں علی □کو اس قسم کی دھمکیاں دے سکتے ہیں تو خلافت کو غصب کرنے کے بارے میں انہوں نے کس قسم کا دھمکی آمیز حربہ استعمال کیا ہو گا کہ علی □اور آپ کے پیروکار سکوت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ غصب خلافت کی اہمیت کو بے اہمیت کرنے کی خاطر یہ حربہ استعمال کیا گیا ہے اور بعد میں عمر کے نقش قدم پر چلتے ہوئی حجاج بن یوسف نے یہی حربہ استعمال کیا ہے۔جیسا کہ تاریخ میں ملتا ہے کہ: محمد بن ادریس

شافعی (متوفی ؁۲۰٤)کہتے ہیں کہ جب حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی سے عقد کیاتو خالد بن یزید بن معاویہ نے عبد الملکؒ مروان سے کہاکہ تو نے حجاج بن یوسف کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے تاکہ وہ عبداللہ بن جعفر کی بیٹی سے عقد کرے؟اس نے کہاہاں اس میں کیاعیب ہے؟

خالدنے کہاکہ خداکی قسم: یہ بدترین عیب ہے۔

عبدالملکؒ نے کہاکیسے؟

خالد نے کہا: اے امیرالمومنین خداکی قسم!جب میں نے زبیر کی بیٹی رملہ سے شادی کی ہے تو میرے دل میں زبیر کی دشمنی اورعداوت ختم ہوگئی ہے۔

خالدنے مزید کہاکہ اس بات سے میں نے عبدالملکؒ کو خواب غفلت سے بیدار کردیا۔اس کے بعداس نے حجاج کو خط لکھا کہ وہ عبداللہ کی بیٹی کو طلاق دے دے تو حجاج نے بھی اس کو طلاق دے دی۔[1]

عقدام کلثوم کے بارے میں حرف آخر

انجام دی گئی تحقیق کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ام کلثوم کابالآخر کس کے ساتھ عقد ہوا؟

---

[1] مختصر تاریخ دمشق: ۲۰۵/٦۔

اس سوال کے جواب میں ہم یہ کہیں گے ،کہ اس سے قبل امیر المومنین علی □کے فرمان سے بات واضح ہو جاتي کہ وہ اپنی بیٹی کا عقد اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کیساتھ کرنا چاہتے تھے ، بلکہ یہ کام خود رسول خدا □ کے حکم سے انجام پذیر ہوناتھا ۔اس لئے کہ ایک دن پیغمبر اکرم □نے علی وجعفر کی اولاد پر نگاہ دوڑائی اور فرمایا: "بناتنا لبنینا و بنونا لبناتنا"

ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کیلئے ہیں۔[1]

لیکن ام کلثوم کے بارے میں روایت میں اس طرح آیا ہے۔

عمر نے علی □کی بیٹی کی خواستگاری کی ، علی علیہ السلا م نے کہا ابھی وہ بچی ہے اور کہا کہ میں اس کا اپنے بھتیجے (یعنی جعفر) کے بیٹے کیساتھ عقد کروں گا۔[2]

چنانچہ اس روایت میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

امیر المومنین□نے معین نہیں کیا ہے کہ جعفر کے کس بیٹے کے ساتھ عقد کرنا ہے... لیکن قرائن کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مورد نظر عون تھے یا ان کے بھائی محمد، اس لئے کہ جیسے پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے۔امیر المومنین□نے اپنی

---

[1]۔من لایحضر الفقیہ: ۳ص۲٤۹حدیث ۱۱۸٤۔

[2]۔ذخائر العقبی: ۲۸۸/۱، کنز العمال؛ ۲٦۹/۱۳: حدیث ۳۷۵۸٦۔

بیٹی زینب سلام اللہ علیہا کا عقد عبد اللہ کے ساتھ کیا تھا جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔

علماء اہل سنت کے درمیان اس بات کا اتفاق ہے کہ عمر کے زمانہ میں لڑی گئی جنگ شوشتر میں عون شہید ہو گئے اور اس روایات کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس وقت ام کلثوم کی عمر کے حبالہ عقد میں تھیں۔لیکن محمد کے بارے میں ابن حجر یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔

ابو عمر و نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ محمد کی کنیت ابو القاسم تھی اور انہوں نے عمر کے بعد ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا وہ مزید کہتے ہیں:

> **محمد جنگ شوشتر میں شہید ہو گئے۔کہا جاتا ہے کہ محمد، علی □ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ تھے اور آن کی رکاب میں جنگ صفین میں حصہ لیا۔**

دار قطنی کتاب الاخوہ میں رقمطراز ہیں:

> **کہا جاتاہے: محمد جنگ صفین میں قتل ہوگئے، اس جنگ میں ان کا عبید اللہ بن عمر بن خطاب کے ساتھ مقابلہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔**

مرزبانی بھی اس واقعہ کے متعلق "معجم الشعراء میں رقمطراز ہیں:

> **محمد، محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر میں تھے اور جس وقت محمد بن ابی بکر شہید ہو گئے تو محمد مخفی ہو**

گئے۔(عک یاغافق)قبائل کے افراد نے ان کی راہنمائی کی اور وہ فلسطین کی طرف فرار کر گئے۔وہ وہاں قبیلہ خثعم میں اپنے ماموں کے ہاں پناہ گزین ہوئے، اور انہوں نے محمد کو معاویہ کے شر سے محفوظ رکھا۔چنانچہ محمد کے انتظار میں اس واقعہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔وہ مزید لکھتے ہیں: یہ بات تاریخی مسلمات میں ہے اور واقدی کا یہ کہنا کہ وہ جنگ شوشتر میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے درست نہیں ہے۔[۱]

بنابرین عمر کی وفات کے بعد جس شخص نے ام کلثوم کے ساتھ عقد کیا ہے وہ محمد بن جعفر ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے ابن عبد البرّ نے بھی اسی مطلب کی وضاحت کی ہے۔عبد اللہ کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں: ممکن ہے زینب سلام اللہ علیہا اور ام کلثوم کے شوہر کی وفات کے بعد انہوں نے ام اکلثوم کے ساتھ عقد کیا ہو، اس لئے کی ابن عبد البرّ کے قول کے مطابق جناب عبد اللہ ۸۰ھ تک زندہ رہے اور انہوں نے ۹۰ سال عمر پائی۔[۲]

خلاصہ کتاب

اس کتاب میں ام کلثوم کے ساتھ عمر کے عقد کی بحث کی گئی ہے، اس واقعہ کو اہل سنت کی مشہور ترین کتب سے ذکر کیا

۱۔الاصابہ: ۷/٦۔

۲۔الاستیعاب: ۱۷/۳۔

گیاہے اور اس واقعہ کے مخفی پہلوؤں سے پردہ اٹھایا گیا ہے اوراس واقعہ کی روایات کی سند، رواۃ اوران کے مقاصد کی انتہائی دقت کیساتھ چھان بین کی گئی ہے۔حقیقت حال کی ہم نے وضاحت کر دی ہے اوراس سلسلہ میں گفتگو اور مجادلہ اختتام پذیر ہوا۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ام کلثوم نامی کوئی بیٹی تھی نیز اس بات کی بھی قائل ہوں کہ شریعت مقدس میں صرف صیغہ پڑھنے سے ازرواج ثابت ہو جاتي ہے۔ تواصول کافی میں مذکور چند روایات کو صحیح مانتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتاہے کہ عمر نے علی□سے ان کی بیٹی ام کلثوم کی خواستگاری کی تو آپ نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ وہ ابھی نابالغ بچی ہے اوراس کا عقد اپنے چچازاد بھائی کیساتھ ہو گا۔لیکن عمر کی باربار آمد و رفت اور امیرالمومنین□کو دھمکی اور بنی ہاشم پر دباؤڈالنے سے آپ نے اس سلسلہ اپنے چچا عباس کی رائے دریافت کی پھر انتہائی بد دلی اور مجبوری کے عالم میں ام کلثوم کا عمر کے ساتھ صرف عقد ہوا۔

چنانچہ جیسے ہی عمر کا انتقال ہوتا ہے علی□اپنی بیٹی کو گھرلے آتے ہیں۔لہذا اہل سنت کی کتب میں درج ذیل مضامین کی جو روایات پائی جاتي ہیں۔ام کلثوم کا بناؤ سنگھار کر کے ایک کپڑے کے ہمراہ عمر کے ہاں بھیجا گیا.....اور پھر ام کلثوم

اور اُن کے بیٹے کا ایک ہی دن انتقال ہوا وغیرہ وغیرہ علمی و تحقیقی لحاظ سے بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔

چنانچہ ان روایات کا سہارا لے کر عمر کی جانب سے ، زہراء سلام اللہ علیہا کے زمانہ میں اہل بیت علیہم السلام پر ڈھائے جانے والے مظالم کی پردہ پوشی نیز امیر المومنین اور عمر کے درمیان خوشگوار تعلقات کو ثابت کرنے کے لئے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

منابع و مآخذ

حرف (الف)

۱ـ احیاء علوم الدین: ابو حامد غزالی، دار المعرفه، بیروت، لبنان.

۲ـ الاستعیاب: ابن عبد البرّ، دار الکتب العلمیه، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۵ هق.

۳ـ اسد الغابه: ابن اثیر، دار الکتب العلمیه، بیروت، لبنان.

۴ـ الاصابه: ابن حجر عسقلانی، دار الکتب العلمیه، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۵ هق.

۵ـ افحام الاعداء و الخصوم: علامه سید ناصر حسین موسوی هندی، مکتبه نینوا جدید.

۶ـ الانساب: سمعانی، دار الفکر، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۰۸ هق.

حرف (ب)

۷ـ بحار الانوار: محمد باقر مجلسی، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع سوم، ۱۴۰۳ هق.

حرف (ت)

۸۔ تاریخ بغداد: خطیب بغدادی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۷ھق۔
۹۔تاریخ الخمیس: دیاربکری، دارصادر، بیروت، لبنان۔
۱۰۔تاریخ الطبری، طبری، از منشورات کتاب فروشی ارومیہ، قم، ایران۔
۱۱۔ تذکرۃ الخواص: سبط بن جوزی، موسسہ اہل البیت علیہم السلام، بیروت، لبنان، ۱۴۰۱ھق۔
۱۲۔ تقریب التہذیب: ابن حجر عسقلانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع دوم، ۱۴۱۵ھق۔
۱۳۔تلخیص المستدرک: ذہبی، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان۔
۱۴۔تہذیب الاسماء و اللغات: نووی، دارالفکر، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھق۔
۱۵۔تہذیب التہذیب: ابن حجرعسقلانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھق۔

حرف(ح)

۱۶۔حسن المحاضرہ: سیوطی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھق۔
۱۷۔ حلیۃ الاولیائ: ابو نعیم اصفہانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھق۔

حرف(ذ)

۱۸۔ ذخائر العقبیٰ: محب الدین طبری، مکتبۃ الصحابہ، جدّہ، الشرقیہ، مکتبۃ التابعین، قاہرہ، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھق۔

۱۹۔ الذرّیۃ الطاہرہ: محمد بن احمد انصاری رازی دولابی، تحقیق سید محمد جواد حسینی جلالی، موسسہ نشر اسلامی، قم، ایران، ۱۴۰۷ھق۔

حرف (س)

۲۰۔ سلک الدور فی اعیان القرن الثانی عشر: مرادی، مکتبۃ المثنیٰ، بغداد، عراق۔

۲۱۔ سنن ابی داود: ابی داود، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھق۔

۲۲۔ السنن الکبریٰ: بیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع دوّم، ۱۴۱۴ھق۔

۲۳۔ سنن النسائی: نسائی، باشرح سیوطی و حاشیہ سندی، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، طبع سوم، ۱۴۱۴ھق۔

حرف (ش)

۲۴۔ شرح المواہب اللدنیہ: قسطلانی، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھق۔

حرف (ض)

۲۵۔ الضعفاء الکبیر: عقیلی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

حرف(ط)

۲۶۔طبقات الحفاظ: سیوطی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع دوّم، ۱۴۱۸ھق۔

۲۷۔الطبقات الکبریٰ: ابن سعد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع دوّم، ۱۴۱۸ھق۔

حرف(غ)

۲۸۔غایۃ النہایہ فی طبقات القرائ: جزری شافعی، مکتبۃ خانجی، مصر، ۱۳۵۱ھق۔

حرف(ف)

۲۹۔فیض القدیر: مناوی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۵ھق۔

حرف(ک)

۳۰۔الکاشف: ذہبی، دارالفکر، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھق۔

۳۱۔الکافی: محمد بن یعقوب کلینی، دارصعب، دارالتعارف، بیروت، لبنان، طبع سوم، ۱۴۰۱ھق۔

۳۲۔الکامل: ابن اثیر، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۳۹۹ھق۔

۳۳۔ الکامل فی الضعفاء الرجال: ابن عدی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھق۔

۳۴۔کتاب المجروحین: ابن حبان، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۲ھق۔

۳۵۔کنز العمال: متقی ہندی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۹۔

حرف (ل)

۳۶۔لسان العرب: ابن منظور افریقی، بیروت، لبنان۔

حرف (م)

۳۷۔مجلۃ تراثنا: موسسہ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث، قم، ایران۔

۳۸۔مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ہیثمی، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۲ھق۔

۳۹۔ مختصر تاریخ دمشق: ابن منظور، دارالفکر، سوریہ، دمشق، طبع اوّل، ۱۴۰۴ھق۔

۴۰۔ مرآۃ الجنان: یافعی، دارالکتب الاسلامیہ، قاہرہ، مصر، طبع دوّم، ۱۴۱۳ھق۔

۴۱۔المستدرک : حاکم نیشاپوری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۱ھق۔

۴۲۔مسند احمد بن حنبل: احمد بن حنبل ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع سوم، ۱۴۱۵ھق۔

۴۳۔المعارف: ابن قتیبہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۰۷ھق۔

۴۴۔معرفہ الصحابہ: ابو نعیم اصفہانی، بیروت، لبنان۔

۴۵۔المغنی فی الضعفائ: ذہبی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۸ھق۔

۴۶۔ المناقب: ابن مغازلی، دار الاضوائ، بیروت، لبنان، طبع دوّم، ۱۲۱۴ھق۔

۴۷۔من لا یحضرہ الفقیہ: شیخ صدوق، دار صعب، دارالتعارف، بیروت، لبنان، ۱۴۰۱ھق۔

۴۸۔میزان الاعتدال: ذہبی، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، طبع اوّل، ۱۴۱۶ھق۔

حرف(و)

۴۹۔وسائل الشیعہ: شیخ حر عاملی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع پنجم، ۱۴۰۳ھق۔